9/24

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:-

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَہُمُ اللّٰہُ فِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے، کہ کوئی مسلمان شخص ایسا نہیں جو مرتا ہے پھر اس کے جنازہ پر ایسے چالیس آدمی جمع ہو جائیں (نماز پڑھ لیں) جو اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ ان کی سفارش اس جنازہ کے حق میں قبول فرماتا ہے۔

عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ قَالَ: کَانَ مَالِکُ بْنُ ہُبَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَۃِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَیْھَا جَزَّأَھُمْ عَلَیْھَا ثَلَاثَۃَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلَاثَۃُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت مرثد بن عبداللہ الیزنی رضؓ نقل کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہٗ جب جنازہ کی نماز پڑھتے، اور آدمیوں کو کم سمجھتے تو (نماز جنازہ) کے لئے ان کی تین صفیں کر دیتے اور پھر فرماتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس (مسلمان) پر تین صفیں نماز پڑھ لیں۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ، وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ، وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذٰلِکَ الْمَیِّتَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبدالرحمٰن عوف بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، تو میں نے آپ کی دعا کو یاد رکھا اور آپ یہ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اور اس پر رحم فرما، اور اس کو عافیت میں رکھ، اور اس سے درگزر فرما اور جنت میں اس کو معزز جگہ عطا فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور دھو دے اس کی خطاؤں کو پانی برف اور اولے اور اس کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کے اہل سے بہتر اس کو اہل عطا فرما اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، اور اس کو جنت میں داخل فرما، اور اس کو عذاب قبر سے اور عذاب نار سے محفوظ رکھ (آمین) آپؐ نے ایسی دعا مانگی کہ میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ یہ میت میں ہوتا اور حضور میرے لئے یہ دعا فرماتے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ قَتَادَۃَ، وَاَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ الْاَشْھَلِیِّ عَنْ اَبِیْہِ، وَاَبُوْہُ صَحَابِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَقَالَ:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ ابو قتادہ رضؓ اور ابراہیم الاشہلی رضؓ اپنے والد سے (اور ان کے والد صحابی ہیں)، نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ تو اس پر یہ دعا پڑھی۔ کہ اے اللہ کہ ہمارے زندوں اور مردوں کی بخشش فرما، اور ہمارے حاضر اور غائب کی بھی (مغفرت فرما)، ہمارے چھوٹے اور بڑوں کی بھی اور ہمارے مردوں اور عورتوں کی بھی، اے اللہ ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ، اور ہم میں سے جس کو تو وفات دے تو اسے ایمان پر وفات عطا کر، اے اللہ ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ رکھ، اور اس کے مرنے کے بعد فتنہ میں مبتلا نہ کر۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا۔

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے — ششماہی ۶ روپے

جلد ۹ | ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۲۴

مشرقِ وسطیٰ اور مسلم سیاست

مشرق وسطیٰ کی سیاست عجیب قسم کے پیچیدہ حالات سے دوچار ہے ایک طرف عرب ممالک کی آپس کی پھوٹ ہے اور دوسری طرف عیسائی مملکتوں کی ریشہ دوانیاں جنہوں نے مسلم ممالک کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ عیسائی کسی طرح بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ مسلمان ممالک کے سربراہ آپس میں مل بیٹھیں اور سامراجیوں کے لئے سوہان روح بن جائیں انہیں علم ہے کہ قدرت نے مسلم ممالک کو ایسے مقامات عطا کئے ہیں جنہیں دنیا میں کلیدی حیثیت حاصل ہے اور اگر وہ آپس میں متحد و متفق ہو گئے، اور انہوں نے کسی منصوبہ بندی اور یک جہتی سے اپنی برتری کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کر دی تو پھر عیسائی ممالک ان تمام مراعات سے محروم ہو جائیں گے جو انہیں اس وقت حاصل ہیں اور جن کے باعث دنیا کی جنگی اور اقتصادی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے۔ عیسائی دنیا اپنا سب سے بڑا حریف مسلمانوں ہی کو سمجھتی ہے اور وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں بلکہ مسلمان دنیا کی سیاست میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ اگر یہ کسی منصوبہ اور پروگرام کے تحت اکٹھے ہو گئے تو توازن اقتدار ان کے ہاتھ میں ہوگا اور عیسائیت ان کی دست نگر ہو کر رہ جائے گی —— چنانچہ مسلمانوں کو زک پہنچانے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے طرح طرح کے جال بچھائے جاتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں سومالیہ مسلم اکثریت کا علاقہ ہے۔ جسے عیسائی حکومت کی تحویل میں دے دیا گیا ہے اور آج وہاں آزادی کی جدوجہد شروع ہے لیکن کوئی مسلمان ملک سومالی مسلمانوں کا امدادی نہیں۔ صرف صدر ناصر ہیں جو کم از کم اخلاقی امداد انہیں بہم پہنچا رہے ہیں اور مصری ریڈیو زبانی طور پر ان کی حمایت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ آزادی کی تحریک صرف زبانی جمع خرچ سے پروان نہیں چڑھتی۔ پھر بے چارے صدر ناصر اس سے زیادہ امداد کر بھی کیا سکتے ہیں کیونکہ وہ خود مشکلات میں گرفتار ہیں اور ان کے سامنے جہاں ایک طرف اسرائیل کا خطرہ ہے وہیں عرب سربراہوں کی مخالفت بھی ان کے لئے عذاب جان بنی ہوئی ہے۔ سامراجیوں نے اسرائیل کو جنم ہی اس لئے دیا تھا کہ عرب ممالک کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں ایران، کویت، بحرین، قطر، سعودی عرب اور مسقط کے تیل سے محروم ہونا پڑے لیکن بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ عرب ممالک اس خطرے کے احساس کے باوجود اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسرائیل کا خنجر ان کے جگر میں محض اس لئے پیوست کیا گیا ہے کہ وہ سامراجیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد نہ ہو سکیں آپس میں متحد نہیں ہو سکے حد یہ ہے کہ آپس میں ہی الجھ رہے ہیں اور شام و عراق تو ہر روز نئے انقلاب سے دوچار ہوتے ہیں۔ اب تازہ خبریں بھی اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ شام و عراق میں نئے سرے سے بغاوت کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور عین ممکن ہے کہ صدر ناصر کے حامی عناصر دونوں ملکوں میں برسر اقتدار بعث پارٹی کا تختہ الٹ کر خود برسر اقتدار آ جائیں۔ حالات اسی نتیجہ کی پیشگوئی کرتے ہیں اور عرب کے سیاسی مبصروں کا بھی یہی خیال ہے کہ عراق اور شام کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر کسی وقت بھی صدر ناصر کے حامی انقلاب برپا کر کے بعث پارٹی کو معزول کر سکتے ہیں کیونکہ صدر ناصر کے حامیوں کی تعداد ان ممالک میں بہت زیادہ ہے اور وہ اسے اپنا نجات دہندہ خیال کرتے ہیں۔ بہرحال واضح طور پر محسوس ہو رہا ہے کہ عراق و شام ایک نئے خونی انقلاب کے دہانے پر کھڑے ہیں اور کسی وقت بھی خانہ جنگی اور برادر کشی کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

ظاہر ہے حالات کی یہ افسوسناک تصویر کسی مسلمان کو خون کے آنسو رلائے بغیر نہیں رہ سکتی کس قدر شرم کا مقام ہے کہ مسلمان آپس میں تو ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوں مگر نہ تو متحد ہو کر اسرائیل کا تیا پانچہ کرنے کی تیاریاں ہی کریں اور نہ عدن کا رخ کریں جس پر برطانوی حکومت کا قبضہ ہے۔ حالانکہ اسرائیل کی موجودگی میں اور عدن کے بغیر مشرق وسطیٰ کی آزادی کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔ اور ان کا اثر تمام عرب ممالک پر پڑ رہا ہے۔

افریقی ملکوں کا حال بھی عرب ممالک سے مختلف نہیں پھوٹ کا مرض وہاں بھی پھیلا ہوا ہے اور آپس کی ناچاقی جگ ہنسائی کا موجب بن رہی ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ انہیں ہوش ہی نہیں آتا۔ ان کے مقابلہ میں عیسائیت نئے نئے ہتھکنڈوں سے لیس ہو کر میدان میں اتر چکی ہے اور اس نے ان کے گرد ایسے حصار تعمیر کر دیئے ہیں کہ ان کا اثر و نفوذ اپنی حد سے آگے نہ بڑھ سکے۔ تاہم ان سب چیزوں کے باوجود مسلمانوں میں زندگی کی حرکت اور تڑپ ضرور موجود ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ مکمل آزادی حاصل کریں اور اسے برقرار رکھیں۔ مگر ان کے پاس اپنی ترقی کا کوئی منصوبہ موجود نہیں، اجتماعیت کا فقدان ہے اور سب سے بڑھ کر انفرادیت پسندی اور خود غرضی ان میں حد سے

(باقی ص۱۷ پر)

مجلس ذکر ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء ۲۱ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ

اصلاح باطن

مرتبہ:- خالد سلیم

محترم المقام صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب مدظلہ العالی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ (سورۃ اعلیٰ)

ترجمہ:- بے شک وہ کامیاب ہوا جو پاک ہو گیا، اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں ایک قانون بیان فرماتے ہیں۔ اور یہ قانون پہلے صحیفوں میں بھی نازل کیا گیا ہے ان میں سے دو صحیفوں کا ذکر ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام پر نازل کئے گئے۔

سب بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک یہ قانون مشترک اور کلی ہے اس قانون پر عمل کے بغیر کسی جن و انس کی نجات نہیں اور وہ قانون یہ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى

یقیناً اس کے لئے فلاح و کامیابی ہے۔ جس نے اپنے آپ کو سنوارا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نجات صرف اس کی ہوگی۔ جس نے ادب سیکھا اور ادب سیکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو مشعل راہ بنایا ۔۔۔

آپ سرتا پا ادب ہی ادب تھے۔ جس نے ادب سیکھنا ہو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو دیکھے ۔۔۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کو سارے آداب سکھائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ کے عمل سے جو ظاہر ہوتا تھا۔ وہ صحابہ کرامؓ نے نقل کئے ہیں اور انہی کو آداب کہا جاتا ہے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے کس طرح تھے۔ پیتے کس طرح تھے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے، انتظار کرنے مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے باہر نکلنے۔ بازار میں نکلنے۔ گفتگو کرنے مجلس میں بیٹھنے کے آداب۔ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک میں ملتے ہیں یہ وہ کام ہیں۔ جو ہمیں روزانہ کئی بار پیش آتے ہیں

جب تک حضورؐ کی زندگی کو عملی جامہ نہیں پہنائیں گے اس وقت تک نجات نہیں ہوگی۔ یعنی اپنی روز مرہ زندگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں بسر کریں گے۔ اس وقت تک نجات مشکل ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو، تو دایاں پاؤں اندر رکھو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اور جب مسجد سے باہر نکلو۔ تو یہ دعا پڑھو

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت وقت پڑھو۔ غُفْرَانَكَ

سوتے وقت۔ رات کو جاگنے پر۔ صبح کو اٹھنے کے وقت غرض ہر لمحہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ کے مطابق گزارے دیکھنے میں یہ بہت معمولی چیزیں ہیں لیکن یہی وہ آداب ہیں۔ جن کو اپنانے کے بعد انسان سنور جاتا ہے اور جب انسان سنور گیا تب اس کی نجات ہو گئی

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى کہ جس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور نماز پڑھی

اب مطلب یہ ہوا کہ انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے کہ اس کی اصلاح ہو۔ اور اصلاح تب ہوگی جب وہ کثرت سے ذکر اللہ کرے گا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے۔ کہ انسان کو تین قسم کے حجاب (پردے) مانع ہوتے ہیں۔

۱۔ حجاب طبع یعنی طبیعت و دل اللہ کی فرمانبرداری کی طرف مائل نہیں ہوتا

۲۔ حجاب رسم یعنی رسم و رواج اللہ کے راستے میں حائل ہوتے ہیں غلط قسم کی رسومات و خرافات پر عمل ہوتا ہے ان کو چھوڑنا مشکل ہے

۳۔ حجاب سوئے معرفت یعنی پیشوا اور رہنما گمراہ مل گیا جیسے آج کل اکثر ہوتا ہے، نہ نماز کی پرواہ، نہ شریعت کی پابندی، ایسے پیروں کی وجہ سے بھی انسان راہِ حق نہیں پا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے سے پہلے دونوں قسم کے حجاب اُتر جاتے ہیں۔ انسان کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف پھر جاتی ہے ذکر اللہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اس سے نیکی کا شوق اور رغبت بڑھتی ہے

اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرنے والوں کو ہی نماز کی پابندی کی توفیق ہوتی ہے۔ اللہ والوں سے تعلق رکھنے والے ہی جماعت اور وقت کی پابندی ملحوظ رکھتے ہیں۔ ذکر اللہ اور نماز لازم و ملزوم کا درجہ رکھتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے جن کا کسی اللہ والے کے ساتھ تعلق نہیں، وہ اگر نمازی ہیں تو جماعت اور وقت کا اتنا اہتمام نہیں کرتے۔ جتنا کسی سلسلہ کے بزرگ سے تعلق رکھنے والے کرتے ہیں۔ چاہے وہ نقشبندی، سہروردی، چشتی یا قادری ہوں ۔۔۔

قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۝

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے نماز اور صبر کے ساتھ مدد مانگو

اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یقیناً فلاح پا گیا۔ وہ شخص جس نے اپنی اصلاح کی۔ اور ذکر اللہ کیا اور نماز پڑھی تو حاصل یہ نکلا کہ نماز کی پابندی اور کثرت ذکر اللہ پر نجات کا دار و مدار ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ موڑیں گے۔

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

خطبہ جمعہ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء

عذابِ الٰہی سے خبردار رہو
کہ
اس کا خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ
الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
وَلَقَدْ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ
لَمَّا ظَلَمُوْا لا وَجَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ط کَذٰلِکَ
نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ
خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ م بَعْدِھِمْ
لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱)

ترجمہ! اور البتہ ہم تم سے پہلے کئی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے ظلم اختیار کیا۔ حالانکہ پیغمبر ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے تھے اور وہ ہرگز ایمان لانے والے نہ تھے ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں نائب کیا تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو

حاصل

خداوند قدوس جل شانہٗ نے آیات بالا میں یہ واضح فرما دیا ہے کہ ہم نے اس دنیا میں یہ طریقہ مقرر کر دیا ہے کہ نافرمانوں کو ڈھیل دی جاتی ہے اور صحیح راستہ سمجھانے کے لئے انہیں میں سے رسول بنا کر ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں، پھر جب وہ اس پر بھی باز نہیں آتے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو ان پر آفتِ آسمانی بھیجی جاتی ہے یا عذابِ الٰہی نازل کیا جاتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اسی قاعدے کی رُو سے تم سن لو۔ اور تمام دنیا کو بھی سُنا دو کہ ہم نے پہلے زمانے میں تم سے پہلے بہت سی جماعتوں اور امتوں تباہ و برباد کر دیا کیونکہ انہوں نے ظلم کو بر کمر باندھ لی اور کسی صورت شرارتوں بدعنوانیوں، بد معاشیوں، ظلم و عدوان سے باز نہ آئے — لیکن یہ سزا ہم نے انہیں اچانک اور بغیر سیدھی راہ سمجھائے نہیں دی بلکہ پہلے ان کے پاس پیغام پہنچانے والے بھیجے جنہوں نے انہیں کھلی نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ پہچان لیں کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں پھر عجب باوجود اس کے وہ ایمان نہ لائے اور اپنی بدمستیوں میں غرق رہے تو ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا اور وہ صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیئے گئے ہمارے ہاں مجرموں کو سزا دینے کا یہی قاعدہ ہے۔ اب

یاد رکھو!

ہم نے تم کو زمین پر بسایا ہے۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ تم بھی انہی کی طرح سے سرکشی اور نافرمانی کی راہ اختیار کرتے ہو یا سیدھی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہو۔

اے برادران اسلام!

اپنے گرد و پیش پر نظر دوڑاؤ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور ذرا اس آئینے میں جھانک کر دیکھو، کیا مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں ظالم نہیں ہے؟ کیا شرک و بدعات اور رسومات کی فراوانی کا سیلاب مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں نہیں لئے ہوئے؟ کیا خداوند قدوس جل شانہٗ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اور متمتع ہو کر کھلم کھلا اور بے دھڑک اُسی کے قانون یعنی قرآن مجید کی دن رات مخالفت نہیں ہو رہی؟ اور کیا سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا مذاق بے محابا نہیں اُڑایا جا رہا؟

دیکھو

پہلی قوموں میں پیغمبر آیا کرتے تھے لیکن اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے علمبردار علماء کرام جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں مشعل حدیث خیر الانام روشن ہے آپ کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور آپ ان کی ہدایات کو ماننے کی بجائے ان کی تحقیر و توہین اور تذلیل کرتے ہیں — پھر کیا آپ پہلی قوموں کی طرح آفات آسمانی کو دعوت نہیں دے رہے اور عذاب الٰہی کے مستحق نہیں بن رہے؟

ارشادِ ربانی

ہے۔ وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِنْ
قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا
فِی الْبِلَادِ ط ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ○

(سورہ قٓ رکوع ۳ پارہ ۲۶)

اور ہم ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے (لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا، تو ان کو بھاگنے کی بھی جگہ نہ ملی۔

بعینہٖ یہی حال

ہمارا بھی ہو سکتا ہے اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی، اپنے آپ کو نہ سدھارا اور کتاب و سنت کے فیصلوں کو پابند نہ کیا۔

اے میرے محترم اور عزیز بھائیو!

آج بھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں اپنی زندگیوں کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالیں اور شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ ورنہ ہمارا حال بھی وہی ہو گا جو امم سابقہ کا ہو چکا ہے — دیکھو!

دیکھنے والی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ عذاب الٰہی ہمارے سروں پہ منڈلا رہا

ہے۔ اہل ایمان کو خبردار ہو جانا چاہئے استغفار کی کثرت کرنی چاہیئے اور سراپا جہاد بن کر بے حیائی اور خدا کی نافرمانی کے سیلاب کو بند باندھنے کے لئے میدانِ عمل میں کود پڑنا چاہیئے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یاد رکھیئے! وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور قدرت کسی کے لئے اپنا ضابطہ تبدیل نہیں کیا کرتی ہمارا ایمان ہے کہ

قانونِ الٰہی میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ ارشادِ ربانی ہے:۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ اور آپ اللہ تعالےٰ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

نافرمانوں کو سزا دینا اللہ جل شانہٗ کا قانون ہے

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

ترجمہ:۔ اور قومِ عاد میں بھی (عبرت ہے)، جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی —— اور قومِ ثمود میں بھی (عبرت ہے)، جبکہ ان سے کہا گیا۔ ایک وقتِ معین تک چین کر لو سو (اس ڈرانے پر بھی) ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ سو ان کو (عذاب نے آ لیا)، بجلی نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے اور قومِ نوح کو اس سے پہلے (ہلاک کر دیا)، بے شک وہ نافرمان لوگ تھے ——

نتیجہ

یہ نکلا کہ نافرمانوں کو سزا دینا اللہ جل شانہٗ کا قانون ہے اس لئے کئی قومیں نافرمانی کی وجہ سے مبتلائے عذاب ہو کر ہلاک ہوئیں جو قومیں نافرمانیاں کرتی ہیں اور قانونِ الٰہی کی مخالفت کرتی ہیں۔ انہیں طرح طرح کی آفاتِ سماوی سے دوچار ہونا پڑتا ہے کبھی وہ سیلاب کی نذر ہوتی ہیں، کبھی آندھیاں انہیں تاخت و تاراج کرتی ہیں، کبھی طوفان ان کی تباہی و بربادی کا سبب بنتے ہیں اور کبھی بھوک، قحط، نااتفاقی و ناچاقی، بدگمانیاں اور دوسری ناگہانی بلائیں ان کی ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں —— چنانچہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ رب العزت کا شکرگزار بندہ بنے اور اسی کی بندگی کو مقصودِ زندگی سمجھے ناشکری کی صورت میں حق تعالےٰ عزاسمہٗ کا دستور یہ ہے کہ وہ ناشکروں کو برا بدلہ دیا کرتے ہیں

قولہ تعالیٰ:۔ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ آیت ۱۷ رکوع ۵ پارہ ۲۲)

اور ہم ناشکروں ہی کو برا بدلہ دیتے ہیں ——

ہمارے معاشرہ میں ناشکری کی چند مثالیں

۱۔ شراب خوری عام ہو گئی ہے۔ (۲) زنا، چوری، ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کی وارداتیں پہلے سے سینکڑوں گنا زیادہ ہو گئیں ہیں (۳) ملک میں ہر طرف رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔ (۴) سرکاری خزانہ جو قوم کی امانت ہے۔ اس میں غبن کو معصیت نہیں سمجھا جاتا (۵) سرکاری محکموں میں کنبہ پروری کا دور دورہ ہے اور غریبوں کو کوئی نہیں پوچھتا (۶) قانون خداوندی سے مذاق جدید تعلیم یافتہ طبقہ کا شیوہ ہو چکا ہے (۷) شرک اپنی مختلف صورتوں میں ترقی پذیر ہے (۸) غیر اسلامی رسوم و رواج گھر گھر راہ پا چکے ہیں (۹) سنتِ نبویؐ اور اس کے محافظین کا تمسخر اڑایا جاتا ہے (۱۰) حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا۔ لاکھوں میں ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جو... حقوق اللہ اور حقوق العباد پوری طرح ادا کرتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ

موجودہ صورتِ حال کے پیش نظر

جبکہ شہنشاہِ حقیقی حق تعالےٰ سبحانہٗ کی مملکت میں اس قسم کی بغاوتیں چھوٹ پڑی ہیں کیا اسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ باغیوں کو سزا دینے کے لئے ان پر عذاب کی گھٹائیں مسلط کر دے

گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے

اب اگر ملک میں ہر طرف قانون خداوندی (قرآن حکیم) کی مخالفت ہو رہی ہے۔ تو ایک جماعت حق پرست علماء کی ایسی بھی ہے جو کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن وقف ہے، مگر ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے اور اور یہ نسبت پہلی معذب قوموں میں بھی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام موجود تھے انہیں عذاب الٰہی کی اطلاع آ جاتی تھی اور وہ اپنے متبعین کو ساتھ لے کر نکل جاتے تھے اور اس طرح باغی عذاب الٰہی کا تختۂ مشق بن جاتے اور پیغمبر کے ساتھی... عذاب الٰہی سے محفوظ ہو جاتے تھے چونکہ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے اس لئے عذاب کی آسمانی اطلاع نہیں آئے گی اور گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گا یعنی شہنشاہ کے باغیوں کے گروہ کے ساتھ وفادار طبقہ بھی ہلاک ہو جائے گا مگر یہ ضرور ہے کہ مرنے کے بعد باغیوں کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیں گی اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی قبریں بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائیں گی۔

عذاب سے بچنے کی تدبیر

محترم حضرات! اگر عذاب الٰہی... نافرمانیوں کے سبب آنا ضروری ہے تو حق تعالےٰ سبحانہٗ نے اس بچنے کی تدبیر بھی قرآن مجید میں ارشاد فرما دی ہے

قولہ تعالےٰ۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝

(سورہ نوح رکوع ۶ ع۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ! پس میں (نوح علیہ السلام) نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار (مینہ) برسائے گا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا۔

(باقی صکا پر)

مرسلہ امیر عبدالرحمن لودھیانوی
(شیخوپوری)

مرشدی و مولائی حضرت رائپوری قدس سرہ کی

کتاب زندگی کا چودھواں باب

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

سلوک و معرفت

ہر تر دین ما را خبر او را نظر
او درون خانہ ما بیرون در
ما کلیسا دوست ما مسجد فروش
او از دست مصطفےٰ پیمانہ نوش

۱۔ سلسلۂ طریقت

حضرتؒ چاروں سلسلوں (قادریہ چشتیہ نقشبندیہ، سہروردیہ) میں بیعت فرماتے تھے چاروں سلسلوں کی نسبتیں عطر مجموعہ کی طرح اس سلسلہ میں بسی ہوئی تھیں جو آپ کو اپنے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ رائے پوری قدس سرہ سے پہنچا تھا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کے پہلے شیخ آپ ہی کے ہم نام حضرت میاں صاحب شاہ عبدالرحیم صاحب سہارن پوری تھے جو سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ میں اپنے وقت کے نامور شیخ طریقت حضرت حاجی عبدالغفور صاحبؒ (جو اخوند صاحبؒ سوات کے نام سے مشہور ہیں) کے خلیفہ تھے میاں صاحب نے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کو سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں اجازت دی تھی اور وہ اس سلسلہ میں لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس راہ کی ترقیات و کمالات، مرجعیت و مقبولیت جو نہایت عالی استعداد اور قوی النسبت بزرگوں کو حاصل ہوتی ہے عطا فرما رکھی تھی میاں صاحب کی وفات کے بعد جب قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا آفتاب رشد و ارشاد نصف النہار پر پہنچا اور ان کی ذات گرامی سے وہ تجدیدی شان، اتباع سنت کا کمال اور عقائد و اعمال میں ان کے تعلق اور نسبت کے اثرات ہویدا اور عشق و محبت کی وہ خصوصیات ظاہر ہوئیں جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے سلسلہ کی خصوصیت ہیں تو آپ نے شیخ کامل و مکمل ہونے کے باوجود حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کی طرف اس طرح رجوع کیا جیسے ایک مرید رشید کرتا ہے حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت دی آپ کی بقیہ زندگی حضرت کے رنگ و مسلک اور حضرت کی محبت و عقیدت میں ڈوبی رہتی تھی اور اس طرح ان دونوں سلسلوں کے ارشادات و برکات اور ان کی نسبتیں آپ میں جمع ہوگئیں۔

۲۔ مقام تحقیق و اجتہاد

حضرت کے طریقۂ سلوک و تربیت، تصوف طریقت، ذکر و صحبت معرفت و محبت کے بارے میں بجائے اس کے کہ خود کوئی چیز پیش کی جائے اور اس پر علمی اور فنی طریقہ پر روشنی ڈالی جائے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان سب چیزوں کے بارے میں حضرت کے خود اپنے خیالات و تحقیقات پیش کی جائیں۔ جن کا وقتاً فوقتاً اصلاح و تربیت کے لئے کسی مجلس میں اظہار فرمایا جن کا بہت تھوڑا حصہ (نہ ہونے کے برابر) قید تحریر میں آسکا ہے انہیں منتشر، متفرق، ملفوظات پر نظر ڈالنے سے حضرت کے اصلی خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس کا بھی کسی حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کو اس فن میں کیسی مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی اور آپ کی نظر رسوم و آداب، جزئیات و تفصیلات کے بجائے اصلی مقاصد اور لب لباب پر کس قدر تھی، ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ طبائع، اختلاف مزاج اور زمانہ کی تبدیلیوں کی کس قدر رعایت فرماتے تھے اور آپ کی نظر کس قدر عمیق، دقیقہ رس اور حقیقت بین تھی۔

۳۔ مقصود کار

فرماتے تھے اصل کیفیت یقین کا پیدا ہو جانا ہے۔ جب کبھی کوئی سالک اپنی کیفیات کا ذکر کرتا تو یہی فرماتے کہ اصل کیفیت یقین ہے

ایک دفعہ فرمایا، اندھیرے کمرے میں شیر ہے نظر نہیں آتا۔ ایک آدمی وہاں ہے۔ وہ بے خبری میں بے فکر بیٹھا ہے اچانک روشنی ہوئی، شیر اس کو نظر آگیا اس پر خوف طاری ہو جائے گا اسی طرح یقین نصیب ہونے کے بعد خوف خدا آجاتا ہے اور یہ خوف خدا بنیاد ہے تمام اعمال حسنہ کے کرنے کی، اور تمام اعمال بد سے بچنے کی۔

حضرتؒ اجرائے لطائف، سلطان الاذکار انوار حتیٰ کہ فنائیت کی کیفیت کو بھی کچھ اتنا بڑا مرتبہ نہیں دیتے تھے۔ حضرتؒ کے نزدیک استدلالی یقین کا وجدانی اور ذوقی میں تبدیل ہو جانا اصل چیز تھی اس کا نتیجہ پھر یہ ہو جاتا ہے کہ ساری دنیا بھی خدا کی ہستی کا انکار کرے تو یہ وجدانی یقین والا شخص کبھی بھی انکار نہیں کرتا۔

حضرتؒ راستہ کی کیفیات مثلاً وجد، انوار، اجرائے لطائف، سلطان الاذکار حتیٰ کہ فنائیت کی کیفیت کو بھی خاص اہمیت نہیں دیتے تھے

حضرتؒ کے یہاں کیفیت قابل حصول صرف ایک تھی، یقین، کامل یقین اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کیفیات، مثلاً خوف، خشیت، محبت الٰہی تعلق مع اللہ کا دوام، کامل اخلاص اتباع شریعت، اخلاق عالیہ مثلاً توکل رضا و تسلیم، صبر و شکر وغیرہ لوگ بڑے بڑے اونچے حالات حضرتؒ کو سناتے تھے لیکن حضرتؒ یہی فرماتے تھے کہ اصل مقصود یقین کا پیدا ہو جانا ہے۔ حضرتؒ کے ہاں تصوف کا مقصود صرف یہی تھا کہ استدلالی یقین، وجدانی ذوقی اور کشفی یقین میں تبدیل ہو جائے اللہ تعالےٰ کی محبت نصیب ہو، تعلق مع اللہ کو دوام و استقلال حاصل ہو۔ کسی نے کسی لطیفہ کے جاری نہ ہونے کی شکایت کی آپ نے اس سے یقین کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ وہ تو ہے فرمایا کہ پھر لطیفہ کے پیچھے نہ پڑو۔ مقصود حاصل ہے۔

(باقی ص۹ پر)

۴- ذکر و سلوک کی ضرورت

سلوک و تصوف کی ضرورت اور اس کی تاریخ وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی محبت اور ہر وقت اس کا اور اس کی رضا کا دھیان فکر رہنا یہ کیفیتیں دین میں مطلوب ہیں اور قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بغیر ایمان واسلام کامل ہی نہیں ہوتا لیکن رسول اللہ صلعم کے زمانے میں دین کی تعلیم وتربیت کی طرح یہ ایمانی کیفیتیں بھی آپ کی صحبت ہی سے حاصل ہو جاتی تھیں اور حضور کے فیضان، صحبت سے صحابہ کرام رض کی صحبتوں میں بھی یہ تاثیر تھی لیکن بعد میں احوال کے زیادہ بگڑ جانے اور استعدادوں کے ناقص ہو جانے کی وجہ سے اس مقصد کے لئے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی تو دین کے اس شعبہ کو اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرنے کے لئے صحبت کے ساتھ ذکر وفکر کی کثرت کا اضافہ کیا اور تجربہ سے یہ تجویز صحیح ثابت ہوئی۔

اسی طرح بعض مشائخ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے احوال کا تجربہ کر کے ان کے نفس کو توڑنے اور شہوات کو مغلوب کرنے اور طبیعت میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے ان کے واسطے خاص خاص قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے تجویز کئے

اسی طرح ذکر کی تاثیر بڑھانے کے لئے اور طبیعت میں رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے ضرب کا طریقہ نکالا گیا ہے تو ان میں سے کسی چیز کو بھی مقصود اور مامور بہ سمجھا نہیں جاتا بلکہ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے اور اسی لئے مقصد حاصل ہو جانے کے بعد یہ سب چیزیں چھڑا دی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں رد وبدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے رہتے ہیں بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لئے ان کے خاص حالات اور اُن کی استعداد کے مطابق الگ الگ اعمال واشغال تجویز کر دیتا ہے اور بعضے اعلیٰ استعداد والے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس طرح کا کوئی ذکر وشغل کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ ان کو یوں ہی نصیب فرما دیتا ہے۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کو صرف علاج اور تدبیر کے طور پر ضرورتاً کیا کرایا جاتا ہے۔

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ کسی کو نہ ہیں بیٹھ کر کسی کا نام لیا جائے تو مسمی سے محبت ہو جائے گی جب انسان کثرت سے اللہ کا نام لیتا ہے تو اللہ کی محبت ہو جاتی ہے جو نیکیوں کی جڑ ہے اصلاح کا انحصار، کثرت ذکر اور صحبت پر ہے، فرمایا کہ صحبت ضروری ہے محبت کے ساتھ، اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خود عرب میں نہ آتے بلکہ قرآن شریف لکھا ہوا آ جاتا تو اس طرح سے اصلاح نہ ہوتی، فرمایا بعد زمانہ کی وجہ سے صحبت کمزور ہو گئی ہے اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اہل اللہ نے ذکر اور اذکار اور مراقبہ جاری کیا جو کہ بالہام الٰہی اولیاء پر منکشف ہوئے۔

ایک موقعہ پر مولانا محمد منظور صاحب نعمانی سے فرمایا:- "خدا معلوم، لوگ تصوف کو کیا سمجھتے ہیں تصوف تو بس اخلاص اور عشق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور جو کام عشق کی طاقت سے اور اخلاص کی برکت سے ہو سکتا ہے۔ وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا تو دراصل تصوف ضروری نہیں ہے۔ بلکہ عشق اور اخلاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے اگر کسی کو اس کے حاصل کرنے کا اس سے بھی آسان اور مختصر کوئی راستہ معلوم ہو جائے تو مبارک ہے وہ اسی راستہ سے حاصل کر لے اور ہم کو بھی بتلا دے ہم تو اُسی راستہ کو جانتے ہیں۔ جس کا اللہ کے ہزاروں صادق بندوں نے سینکڑوں برس سے تجربہ کیا ہے۔ جن میں سینکڑوں وہ تھے جو دین کے اس شعبہ کے مجتہد بھی تھے اور صاحب الہام بھی تھے

۵- صحبت ومحبت کی تاثیر

فرمایا کہ صحبت کا اثر ایک مسلمہ چیز ہے جس طرح ہر چیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک خصوصیت رکھی ہے اسی طرح صحبت اور محبت کا بھی ایک خاصہ ہے، صحبت کا اثر تو اتنی بدیہی چیز ہے کہ عام لوگ بھی جانتے ہیں حتیٰ کہ اپنے بچوں سے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو برے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا اور ہمیشہ اچھے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی تلقین کیا کرتے ہیں یہ اس لئے کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور محبت کا خاصہ ہے کہ محبوب کے سینہ کی چیز محب کے سینہ میں آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم کا سینۂ مبارک نور ومعرفت ویقین کا گنجینہ تھا۔ صحابہؓ نے آپ کی صحبت، محبت کے ساتھ کی اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جتنی جتنی کسی کی محبت تھی اسی قدر حضورؐ کے سینہ مبارک کی دولت اس محب کے سینہ میں آ گئی پھر صحابہ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے، اسی طرح حضورؐ کا وہی نور، یقین ومعرفت سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ ان سب کے ہاں سلوک کا دارومدار صحبت شیخ پر ہے۔ جتنی شیخ سے محبت ہوتی ہے۔ اتنا ہی عرفان وعشق نصیب ہوتا ہے۔ اگر صحبت کی ضرورت نہ ہوتی تو انبیاء کو نہ بھیجا جاتا اور کتابیں براہ راست آسمانوں سے نازل کر دی جاتیں فرمایا کہ محبت سے اخلاق رذیلہ کٹ جاتے ہیں اور محب محبوب کے آثار جذب کرتا ہے

حضرت رح کے ایک مسترشد لکھتے ہیں حضرت رح کے ہاں تمام امراض کا علاج اکٹھا ہوتا تھا اور دوا جو بالخاصہ نافع تھی وہ ذکر اللہ کی کثرت اور صحبت شیخ تھی صحبت شیخ تو اکیلی بھی نافع ہو سکتی ہے لیکن بغیر صحبت شیخ کے اکیلا ذکر شاذ ونادر ہی اچھے نتائج پیدا کرتا ہے قلب کی چیز قلب کھینچتا ہے، باطن کی چیز باطن کھینچتا ہے اور یہ بات بغیر صحبت کے ناممکن ہے۔

۶- حقیقتِ ذکر

فرمایا کہ ذکرِ لسانی صرف ایک ذریعہ ہے۔ مقصود نہیں ہے۔ مقصود محض یاد ہے اگر یاد نصیب ہو جائے تو ذکر لسانی چھڑا دیا جاتا ہے۔ مگر لقاء کے بعد بھی ترقی عبادات ہی سے ہے، یعنی قرآن پاک کا پڑھنا ذکر الٰہی کرنا، اس سے ہی ترقی ہے خاموش بیٹھنے اور محض تدبر سے نہیں، فرمایا تصوف ایک مشق ہے ایک طریقہ ہے جو کہ الہام الٰہی سے اولیاء اللہ پر اپنے اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق منکشف ہوتا ہے اس طریق پر چلنے سے انسان

مرشدی و مولائی حضرت رائپوریؒ

کو یقین نصیب ہو جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی دائمی یاد نصیب ہو جاتی ہے، راستہ میں بہت سی کیفیات اور بہت سے اسٹیشن آتے ہیں لیکن اصل مقصد یہی یاد ہے یہی تعلق مع اللہ ہے جس کو آپ نسبت کہیں یا کچھ اور نام دیں، درحقیقت یہی یاد ہے جو مقصود ہے اور تمام تصوف کا خلاصہ ہے یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات کو اتنا وقیع اور اہم نہیں سمجھتے جتنا کہ تعلق مع اللہ اور اہتمام شریعت کو، اصل چیز تعلق مع اللہ کا دوام ہے اس کے ساتھ اتباع شریعت از خود آ جاتی ہے شریعت پر چلنے میں آسانی ہو جاتی ہے کیونکہ شریعت پر چلنے کے محرکات پیدا ہو چکے ہوتے ہیں۔ تعلق مع اللہ کے بعد یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کرے، حضرتؒ کے ہاں صرف تعلق مع اللہ کے دوام پر زور دیا جاتا تھا۔ کیونکہ جب یہ تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو اتباع شریعت اور اخلاق عالیہ خود بخود آ جاتے ہیں اور اسی کے حصول کے لئے ذکر و شغل اور مراقبہ کرایا جاتا ہے

ایک مرتبہ ذکر کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ نہ معلوم، لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ اثرات ذکر تو یہ ہیں کہ دنیا سے بے رغبتی ہو آخرت کا خیال ہو اور دنیا اتنی جاذب نظر نہ رہے۔

۷۔ تربیت و تعلیم میں اجتہاد

حضرتؒ طالبین و سالکین کی تربیت میں ان کی طبیعت، ذوق، مشغلہ، ضرورت صحت و تحمل اور استعداد و ترقی کی صلاحیت کا لحاظ کر کے مناسب تغیر و اصلاح فرماتے اور ہر ایک کے حالات کے مطابق اس کو ذکر کی تلقین کرتے۔

ایک مسترشد لکھتے ہیں۔

حضرتؒ کا طریقہ تربیت بھی بہت جداگانہ اور نرالا تھا بعض لوگوں کو تو صرف درود شریف اور تیسرا کلمہ ہی تبلایا اور ان کو ذکر کی اجازت مانگنے پر بھی ذکر کی اجازت نہیں دی بلکہ اسی کو بڑھانے کو فرمایا اور بعض حضرات کو ذکر اور مراقبہ اور بعض کو کوئی چلے بھی کرائے اور بعض کو صرف تلاوت قرآن پاک ہی کے لئے فرمایا کہ یہی تمہارا وظیفہ ہے اور بعض کو فرمایا کہ اب نوافل ہی پڑھنا تمہارا وظیفہ ہے حضرتؒ کے ہاں یہ نہیں تھا کہ ہر ذاکر کو ایک ہی مراقبہ یا ایک ہی شغل بتایا جائے بلکہ کسی کو کچھ مراقبہ اور کسی کو کچھ مراقبہ تبلایا ہے۔۔

ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت رحؒ مختلف طبائع کی وجہ سے مختلف اوراد و اشغال بھی تعلیم فرماتے تھے اس میں ہر ایک سائل کے حالات و کیفیات کو مد نظر رکھتے تھے۔

جیسے کہ مختلف سائلین کے حالات و ضروریات کے مطابق حضورﷺ نے مختلف نصائح و وصایا فرمائے ہیں، اگر کوئی ملازمت پر تھا اور اس نے ذکر شروع کیا تو حضرتؒ نے اس کو ضوابط میں پابند نہیں کیا بلکہ اس کو وہیں رہنے دیا ہے اور اس کی اصلاح فرمائی ہے کہ وہ اپنی منزل طے کر گیا ہے حتیٰ کہ بعض اونچے عہدہ دار اور کثیر الاشغال بھی فائز المرام ہو گئے

ماسٹر منظور صاحب لکھتے ہیں کہ

"پہلی مرتبہ خانقاہ میں چند روز رہنے کے بعد عرض کیا۔ کہ حضرت اگر ذکر اس طریق سے کرتا ہوں جس طریق سے سکھایا گیا ہے تو اثر محسوس نہیں کرتا لیکن اگر ذکر جلدی جلدی ضربات کے ساتھ کرتا ہوں تو ایک قسم کی بے خودی سی محسوس ہوتی ہے اور بہت ذوق محسوس ہوتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ بے خودی ہی مقصود ہے، جس طریق سے چاہو ذکر کرو، کوئی پابندی نہیں ہے جس طرح مقصود واصل ہو اسی طرح ذکر کرو چنانچہ یہی کرتا رہا اس کے بعد گھر آ گیا ذکر کا اثر جسم میں محسوس ہونے لگا وجد کی کیفیت عام ہو گئی دنیا سے بھاگنے کو جی چاہنے لگا عروج کے خواب اور دیگر کیفیات ناقابل بیان ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ اس دوران میں حضرت رحؒ بار بار مجھے تاکید کرتے ہے کہ اصل کیفیت یقین کا پیدا ہونا ہے۔ جب کبھی میں حاضر ہوتا اور اپنی کیفیات کا ذکر کرتا تو حضرتؒ یہی فرماتے کہ اصل کیفیت یقین ہے۔ صحبت و طاقت کا بڑا لحاظ رکھتے تھے جو لوگ کمزور اور ضعیف الدماغ ہوتے تھے ان کو زیادہ آواز کے ساتھ اور شدت و قوت کے ساتھ ذکر جہر کرنے سے منع فرما دیا کرتے اور جس کے لئے جس طرح کا سلوک مناسب تھا اس کے لئے وہی تجویز فرماتے تھے۔

ایک موقع پر فرمایا۔ اگر قوت ہو تو جہر ذکر بالجہر کرنا چاہیئے اثر جلدی ہوتا ہے لیکن اگر طبیعت کمزور ہو تو ہرگز زیادہ جہر سے نہیں کرنا چاہیئے ورنہ طبیعت مختل ہو جائے گی اور دماغ خراب ہو جائے گا۔ پوچھا گیا۔ سیر اجمالی اور سیر تفصیلی سب سے کرایا جاتا ہے یا بعض سے اجمالی اور بعض سے تفصیلی، فرمایا طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ بعض طبائع کے مناسب سیر اجمالی ہوتا ہے ان کو اجمالی کرایا جاتا ہے۔ بعض کے مناسب تفصیلی، ان سے سیر تفصیلی کرایا جاتا ہے لیکن مرید کو چاہیئے کہ ان چیزوں میں نہ پڑے اور خود اپنے لئے کوئی حالت تجویز نہ کرے سیدھا سادھا اللہ اللہ کرتا رہے اللہ تعالیٰ جس کے لئے جو حالت اختیار فرمائیں وہی اس کے لئے بہتر ہے اہل ذکر کے لئے نیند آنے کا اہتمام رکھنے اور مقوی دماغ چیزیں استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب لکھتے ہیں کہ

میں نے ایک اسم جو حضرت رحؒ نے کچھ پیشتر فرمایا تھا اخلاق کی درستی کے لئے پڑھنا شروع کیا اس کے نتیجہ میں بے نیازی کا غلبہ، رقت، وجد اور انکساری میں بہت شدت پیدا ہو گئی اور لوگوں کو جنون کا شبہ ہونے لگا میں نے یہ ساری کیفیت حضرت رحؒ کی خدمت میں لکھی حضرتؒ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا

"برخوردار مولوی محمد یحییٰ صاحب سلمہ از احقر عبدالقادر، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ تمہارا خط ملا کیفیت معلوم ہوئی برخوردار تم ذکر اذکار اتنا کرو۔ جس سے دماغ میں خشکی نہ پیدا ہو جائے اور یا قہار کا چلہ تم نے کیوں شروع کر دیا ایسے اخلاق کو ویسے ہی درست کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے امید عنایت ہی رکھنی چاہیئے۔ کچھ مقوی دماغ اور مرطب دماغ ضرور استعمال کرتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ دماغ میں ضعف آ جائے اور سارا کام ہی خراب ہو جائے"

ماسٹر منظور محمد صاحب حضرتؒ کی شان اجتہاد اور طریق تربیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنے فن میں ماہر ایسا پیر طریقت کہیں نہیں دیکھا، کوئی کیفیت کوئی شخص بیان کرے حضرتؒ رہنمائی فرماتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ حضرتؒ پر سب مقامات تفصیلی

باقی ص ۱۲

ایڈیٹر کے نام خط

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امین الحق صاحب
خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

محترم ڈاکٹر مناظر حسین صاحب!

السلام علیکم - خدام الدین ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء ... نبوت اور رسالت کے چند ابتدائی مناظر کے عنوان میں کسی صاحب حساس کے قلم سے ایک مقالہ چھپا - جس میں حافظ ابن حجرؒ کی کتاب اصابہ کے حوالہ سے حضرت حصین کے سوال و جواب کے ذکر میں حضورؐ کے عظیم اور مقدس والد کے بارہ میں ایسے الفاظ ذکر کئے گئے ہیں جن کا ذکر کرنا مقالہ نویس کے لئے مناسب نہیں تھا - میں جانتا ہوں کہ آپ کا اور خدام الدین کا یہ مسلک ہرگز نہیں ہے - مگر مقالہ نویس کے مقالہ کا خدام الدین میں شائع ہونا بے احتیاطی سے خالی نہیں اسی حصین ابن عبید کے بارہ میں جس کا بیان مقالہ نویس نے اپنے مقالہ میں لکھ دیا ہے کہ اہل علم کو اختلاف ہے - کسی نے کہا کہ وہ اسلام لائے ہیں اور کسی نے کہا ہے کہ وہ شرک پر وفات پا گئے ہیں - حافظ ابن حجرؒ نے اسی بحث میں ابن سکن اور طبرانی کی اس روایت کو داود ابن ابی ہند کے طریقہ سے روایت کیا ہے کہ حصین کے اس سوال جواب کے بعد ابھی بیس راتیں بھی گزرنے نہیں پائی تھیں کہ وہ مشرک فوت ہو گئے تھے - اور طبرانی کبیر میں اس روایت میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے حصین کو یہ ارشاد فرمایا کہ تو بھی جہنم میں ہے اور حصین مشرک فوت ہوا تھا - حافظ علی ابن ابی بکر ہیثمی طبرانی کبیر کی اس روایت کو لکھ کر کہتے ہیں کہ اس کی سند کے تمام رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ میں ہیں - مقالہ نویس نے ایسے صاحب کے بیان کو جس کے اسلام میں اہل علم کو اختلاف ہے اور اس کے اپنے بیان میں اختلاف ہے - حضورؐ کے عظیم القدر والد کے بارے میں حصین کے بیان کو لکھنے میں بڑی زیادتی کی ہے - یہ ٹھیک ہے کہ حصین کے اس بیان کے لگ بھگ صحیح مسلم میں بھی اس قسم کی روایت حماد ابن سلمہ کے طریقہ سے مذکور ہے مگر اہل علم نے، حفاظ حدیث نے مسلم کی اس روایت پر بھی کڑی تنقید کی ہے -

حضرت معمر حماد ابن سلمہ کی طرح عن ثابت عن انس جب یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں تو حضرت معمر اس روایت میں حضورؐ کا اس واقعہ میں اس سائل کے جواب میں یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اس سائل کو یہ ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کافر اور مشرک کی قبر پر گزرو تو اس کو جہنم کی بشارت دو - حضرت معمر بن حماد ابن سلمہ سے روایت کرنے میں زیادہ اثبت ہے حماد کے حفظ میں اہل علم نے کلام کیا ہے - محدثین کہتے ہیں کہ حماد کی روایات میں مناکیر ہیں محدثین کہتے ہیں کہ حماد حدیث کو حفظ نہیں کرتے تھے اس سے روایت کرنے میں غلطی ہوتی تھی - بخاری نے کوئی روایت اس سے نہیں لی -

حافظ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ حماد ابن سلمہ سے ضعفاء روایت لیتے ہیں - اس لئے اس کی روایات میں مناکیر ہیں - ذہبیؒ کہتے ہیں حماد ثقہ ہے لیکن اس کے اوہام معروف ہیں - ابن ابی العرجاء اس کی تحریر میں اضافہ کرتا تھا - حماد ابن سلمہ حدیث کو حفظ نہیں کرتے تھے - اس کو غلطی لگ جاتی تھی - اور حضرت معمر میں محدثین نے یہ عیوب اور خامیاں نہیں بتائیں اور مسلم کی طرح بخاری بھی اس سے روایت لیتا ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت معمر کی روایت زیادہ صحیح اور ثابت ہے اور اس کے مقابلہ پر حماد ابن سلمہ کی روایت شاذ اور قابل استرداد ہے اور نیز ابن ماجہ میں زہری کے طریقہ سے ابن عمرؓ کا اور بزار اور طبرانی میں سعد ابن ابی وقاصؓ کا یہ بیان ہے کہ حضورؐ نے اس سائل کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ تم جس کافر کی قبر پر گزرو تو اس کو جہنم کی بشارت دو - حضرت معمر کی روایت کی طرح ابن عمرؓ اور سعد ابن ابی وقاصؓ کے بیان میں بھی اس سائل کو حضور کا یہ جواب مذکور ہے اس لئے حضورؐ کے جلیل القدر اور پاکیزہ والد کے متعلق مقالہ نویس کے بیان میں حصین کی روایت پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے -

خدام الدین کا رسالت مآب کے مقدس والدین کی نجات اور ایمان پر یقین ہے اور اہل سنت والجماعت کے کثیر اکابر کا یہی مسلک ہے - جیسا کہ سید آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے

خدام الدین میں مقالہ نویس کے اس مقالہ کے شائع کرنے سے بعض ظاہر بینوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ خدام الدین کا یہی مسلک ہے جو اس مقالہ نویس نے لکھا ہے - حاشا وکلا ! شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ نے یہ فرمایا تھا کہ حضورؐ کے والد ماجد اکابر اولیاء میں سے ہیں - خدام الدین کے مسلک کے خلاف اگر اس میں کسی مقالہ نویس کا کوئی مقالہ شائع ہوتا ہے تو اس سے خدام الدین کے معاند کو خدام الدین کے خلاف فضول قسم کا پروپیگنڈا کرنے کا موقعہ ملتا ہے آپ اس شائع شدہ مقالہ کی تردید کیجئے اور آئندہ کے لئے پابندی کے ساتھ احتیاط رکھیئے کہ اس قسم کے مضامین خدام الدین کے بلند اوراق میں شائع نہ ہوں

نوٹ

ادارہ خدام الدین اس سلسلہ میں اعتذار شائع کر چکا ہے - (ادارہ)

آدمیت کی بو نہیں ملتی

کوئے ہستی کے رہنے والوں میں
طبع انسان کی خو نہیں ملتی
آدمیت کا رنگ ملتا ہے
آدمیت کی بو نہیں ملتی

(مناظر حسین نظر)

اللہ کے نیک بندوں کی فراست اور کرامات

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امیر الحق صاحب شیخوپوری

قرآن مجید میں سورہ انفال میں ارشاد ہوتا ہے — کہ ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہوتا ہے — اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے — اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

اور سورہ فتح میں ارشاد ہے۔
"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجود کر رہے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض کیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر دیا ہے۔

اور حضرت عمر رض نے فرمایا اگر ایک آدمی ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے تصدق اور جہاد کرتا ہے اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ نہیں کرتا تو اس کو مذکورہ اعمال کچھ فائدہ نہیں دیتے

اور حافظ ابن عبدالبرؒ نے جامع بیان العلم میں کہتے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود رض نے فرمایا ہے کہ تو اللہ کی ناراضگی سے لوگوں کو راضی نہ کرے اور اللہ کے رزق میں کسی کی تعریف نہ کرے اور جو تجھے اللہ نے نہیں دیا تھا اس میں لوگوں کو ملامت نہ کرے تو یہ یقین ہے۔

اور سید آلوسی رح نے طبرانی سے روایت ہے کہ حارث ابن مالک حضورؐ... کے پاس سے گزرے اور حضورؐ نے کیف اصبحت، حارث نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا "اصبحت مؤمناً حقا میں نے صبح کی اور اپنے آپ کو سچا مومن پاتا ہوں۔ حضورؐ نے اس کا جواب سن کر فرمایا دیکھ تو کیا کہتا ہے ہر چیز کی حقیقت ہوتی ہے۔ حارث جواب دیتے ہوئے اپنے ایمان کی حقیقت عرض کرتے ہیں۔ میں اپنے نفس کو دنیا سے روک دیا ہے میں اپنی رات کو بیدار رکھتا ہوں اور اپنے دن کو پیاسا رکھتا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور گویا اہل نار کو دیکھتا ہوں جہنم میں چیختے چلاتے ہیں حضورؐ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تو نے ایمان کی حقیقت کو جان لیا ہے، حضرت حارث رض نے جب اپنے ایمان کے مقتضیات کو ظاہر فرمایا کہ اسے ترک دنیا کیا ہے اور دن کو روزہ ہے اور رات کو قیام ہے اور یہ بھی حارث کے ایمان کا ایک اقتضا ہے کہ وہ صاحب فراست ہے اور عالم غیب کے مواطن بہشت اور جہنم اور ان میں ان کے اہل کے غیب کے واقعات کو دیکھتے ہیں تو حضورؐ نے ان کی فراست میں اور ایمان ویقین کی روشنی میں عالم غیب کے امور دیکھنے کی تصویب فرمائی ہے اور حارث نے غیب کے مذکورہ امور کو خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں اور بیداری میں بھی صرف قلب سے نہیں بلکہ آنکھ کے نظر سے قریب نگاہ سے دیکھا ہے حدیث میں کانی انظر الی اھل الجنۃ وکانی انظر الی اھل النار کے الفاظ مذکور ہیں اور کان جیسے ظن اور شک کے لئے استعمال ہوتا ہے ویسا ہی تشبیہ اور تقریب کے لئے استعمال ہوتا ہے جب کوئی مردی کے سامنے اور قریب پہنچتا ہے تو عرب اس کو کہتے ہیں کا نک بالشتاء مقبل اس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت حارث رض یہ فرماتے ہیں کہ اپنے بہشت اور دوزخ کو ایسا دیکھا ہے جیسے آنکھ سے دیکھنا یا وہ دیکھنا آنکھ کے دیکھنے کے قریب تھا ایمان اور یقین کے مقامات کے معلوم کر لینے کے بعد اور ایمان ویقین کے مقتضیات کے معلوم ہو جانے کے بعد اس امر کے سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے کہ جس صاحب ایمان ویقین میں اس کے ایمان ویقین کے مقتضیات موجود ہیں تو ایسے ایمان کا یہ اقتضاء بھی پورا ہو جاتا ہے کہ اس کی روشنی میں کسی غیبی امر کا کشف اور مشاہدہ ہوتا ہے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے

اگر حضرت مولانا رح کو اکثار اعمال میں اور اعمال میں اخلاص حب فی اللہ اور بغض فی اللہ، صبر و توکل تورع اور لذات نفسانیہ سے بے رغبتی وغیرہ مکارم سے حق تعالے نے ایمان ویقین کے ایسے مقام سے سرفراز فرمایا ہے کہ اس میں فراست اور اللہ کی روشنی ہے جس سے جب اللہ چاہتا ہے تو آپ کو کسی امر غیبی کا کشف اور مشاہدہ ہو جاتا ہے تو یہ لطف ربی ہے اور رب کے فضل و رحمت کا دروازہ سب ہی کے لئے کھلا ہے کہ اگر کسی صاحب نے حضرت مولانا رح کے بارے میں کسی امر غیبی کا کشف و مشاہدہ سنا ہے تو اس کو حضرت مولانا رح کے یقین وایمان کی سچائی اور پختگی اور اللہ تعالے کے لطف و رحمت سے ایمان کی فراست اور اللہ کی روشنی یقین کر لینا چاہیئے۔ اور اس کے انکار اور اس پر نکیر میں حضرت مولانا رح جیسے متقی متورع علماء دین کے استاد اور متبع سنت شیخ طریقت کے خلاف بغض و عداوت رکھنے کی بری مثال سے بچنا ضروری ہے —

کرامات

حافظ اصفہانی دلائل النبوۃ میں اور حافظ طبری ریاض النضرہ میں کہتے ہیں حضرت عمر رض جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے اور اثناء خطبہ میں آپ نے فرمایا

یا ساریۃ الجبل

اے ساریہ رض پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ حضرت عمر رض کی زبان سے اثناء خطبہ میں ان کلمات کے نکل جانے پر لوگوں نے قسم قسم کی باتیں کہیں حضرت عبدالرحمان ابن عوف رض نے جب آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا واللہ یہ کلمات مجھ سے بے اختیار نکل گئے ہیں جب میں نے ساریہ اور اس کے رفقاء کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے قریب

لڑ رہے ہیں اور اوٹ میں سے اس کے دشمن آگے پیچھے سے اس پر حملہ کرتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد ساریہؓ کا قاصد یہ پیغام لایا کہ دشمن سے ہمارا مقابلہ جمعہ کے دن ہوا تھا یہاں تک کہ جمعہ کا وقت ہوا اور آفتاب مغرب کی طرف جھکنے لگا اس وقت ہمیں یہ آواز سنائی دی کہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ اور ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے اور ہم نے فتح پائی اس واقعہ میں حضرت عمرؓ کی فراست بھی ہے اور کرامت بھی فراست یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بڑے دور کے فاصلہ سے کسی ذریعہ بغیر مسلمانوں کو لڑتے دیکھا اور مسلمانوں کو جس طرف سے خطرہ ہو رہا تھا اس کو دیکھا اور حضرت عمرؓ کی کرامت یہ ہے کہ بغیر کسی ذریعہ کے اپنی آواز وہاں لڑنے والوں تک پہنچا دی اور بروقت ان کی رہنمائی کی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فراست میں سچا واقعہ ہوتا ہے اور جب فراست کو مانا گیا اور اس پر عمل کیا گیا تو اس سے برکت اور فتح حاصل ہو گئی۔

حافظ طبریؒ لکھتے ہیں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ کوکب نامی باغ کے پاس حضرت عثمانؓ کا گزر ہوا، اور آپؓ نے فرمایا کہ اس جگہ ایک نیک آدمی دفن ہوگا اور آپؓ سب سے پہلے وہاں مدفون ہوئے۔ ابوقلابہ فرماتے ہیں۔ میں شام میں تھا اور میں نے ایک آدمی کی آواز سُنی وہ آگ سے واویلا کر رہا تھا میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل گرا پڑا ہے میں نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمانؓ کے گھر گھس گئے تھے۔ میں جب ان کے قریب گیا تو حضرت عثمانؓ کی اہلیہ محترمہ چلائی تو میں نے ان کے مُنہ پر طمانچہ مارا حضرت عثمانؓ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے اور تیری.. دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھ کو آگ میں ڈالدے۔ مجھے ڈر لگا اور نکل کر بھاگا اور یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو ـــ صرف آگ کا انتظار باقی ہے۔

یہ واقعہ اور پہلا واقعہ حضرت عثمانؓ کی فراست اور کرامت ہے، فراست یہ ہے کہ جس موضع پر آپ گزر رہے تھے اس کو دیکھ لیا کہ وہ قبر کی جگہ ہے اور یہ جان لیا کہ جو اس میں مدفون ہوگا وہ نیک اور صالح ہے اور کرامت یہ ہے کہ جو کلمات آپ کی زبان سے نکلے تھے ان کو اللہ نے پورا کر دیا

ریاض النضرہ اور ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ اس موضع پر گزرے جہاں امام حسینؓ کی قبر ہے اور فرمایا اس جگہ اونٹ بٹھائے جائیں گے اور اس جگہ پالان رکھے جائیں گے اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا آل محمدؐ کے چند نوجوان یہاں شہید ہوں گے، جن پر زمین و آسمان روئیں گے یہ بیان حضرت علیؓ کی کرامت ہے کہ جس مقام پر آپ گزرے آپ نے جان لیا کہ وہ قبرستان ہے اور جو وہاں مدفون ہوں گے ان کی شناخت کر لی ہے کہ وہ آل محمد کے نوجوان ہونگے اور شہید ہوں گے یہ تمام غیبی امور ہیں مگر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرؓ کو ان کا کشف اور مشاہدہ ہوا۔

طحاویؒ مشکل الآثار میں لکھتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کی آرامگاہ آپؐ کا گھر ہے اور یہ آپ کی نبوت کی بڑی نشانی ہے اس لئے کہ کوئی نفس بھی از خود یہ نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور کہاں مدفون ہوگا۔ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے اطلاع کر دی کہ آپ کی وفات کہاں ہوگی اور آپ کا آرامگاہ کہاں ہوگا اور حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُمّت کو بھی اس کی اطلاع فرمائی اس کے معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ نے غیب کے امر کی دوسروں کو خبر اور اطلاع کر دی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ارباب قبور کے حال کا کشف بھی ہو سکتا ہے اور ان کا حال بتایا بھی جا سکتا ہے

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا اور آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے اس میں ایک آدمی معلوم ہوا جو تبارک الذی پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو ختم کیا وہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کی آپؐ کو خبر دی حضورؐ نے فرمایا یہ سورت حفاظت کرنے والی ہے یہ نجات دینے والی ہے اس صحابی کو اس صاحب قبر کا حال منکشف ہوا، اور اس نے حضورؐ کو خبر کر دی مگر آپ نے اس کو منع نہیں فرمایا ہاں یہ ضرور ہے کہ کشف کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ خیبر کے دن حضورؐ کے سامنے ایک تلی ہوئی بکری ہدیتًہ پیش کی گئی اور اور اس میں زہر ملایا گیا تھا اور حضورؐ نے اس میں سے ایک لقمہ کھا لیا اور پھر فرمایا اس کو مت کھاؤ اس میں زہر ملایا گیا ہے ـــ

سنن دارمی اور سنن ابو داؤد میں مذکور ہے کہ جب یہودیہ نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کو کس نے یہ بتایا کہ اس گوشت میں زہر ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ جو میرے ہاتھ میں اس کا دست ہے اس نے بتایا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے ۔۱۲۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہؓ کے آثار میں جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کو کشف قبور ہوا ہے اور ان کے بعد ارباب حال کے واقعات میں بکثرت کشف قبور کے واقعات مذکور ہیں۔ تو اگر کسی صاحب نے حضرتؒ مولانا کے جو واقعات میں کشف قبور کا کوئی واقعہ ذکر کیا ہے یا کوئی صاحب ذکر کرے اور حضرت مولاناؒ نے اپنا یہ حال کسی صاحب پر ظاہر کیا ہے تو اس کو اللہ کے اس مشکور اور مقبول بندے کی کرامت سمجھنا چاہیئے اور اس پر طعن کرنے والے کو طعن اور ملامت کے قابل سمجھنا چاہیئے بات یہ ہے کہ جس حال اور کیفیت کو آدمی نہیں جانتا اس کا انکار کرتا ہے اور جس حال و کیفیت کو جانتا ہے اس کو تسلیم کرتا ہے مگر امت محمدیہ میں ایسے حضرات ضرور گزرے ہیں اور گزریں گے کہ جس حال اور کیفیت کو ہم نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے ہیں وہ حضرات اس حال اور واقعہ دیکھتے اور جانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم برزخ میں اموات معدوم محض نہیں ہوتے ہیں، بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل اور منتقل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابن قیمؒ نے ابو العباس قرطبی سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں اور حافظ ابن تیمیہؒ نے الرد علی الکبری میں نقل کیا ہے ـــ

حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔ حضورؐ سے صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ مومن جب کسی مومن کی قبر پر گزرتا ہے تو وہ میت اس کو جانتی ہے کہ وہ کون ہے اگر پہلے سے اس کو جانتی تھی اور جب وہ سلام کرتا ہے تو میت اس کو سلام کا جواب دیتی ہے (باقی باقی)

صدرِ مملکت سے مولانا احتشام الحق تھانوی کی اپیل

ابھی حال کی بات ہے کہ کراچی کے ایک اخبار نے لاہور کے حوالہ سے جلی عنوان اور فوٹو کے ساتھ ۲۲ ستمبر کی اشاعت میں یہ خبر شائع کی تھی کہ "سنٹرل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ کراچی" کے ڈائرکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے سود کے متعلق مشاورتی کونسل کو یہ مشورہ دیا ہے "مفرد سود جائز ہے اور مرکب سود حرام"۔

اس اخبار نے یہ بھی لکھا تھا کہ "ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے کینیڈا میکگل کی یونیورسٹی سے اسلامیات میں مہارت حاصل کی ہے"۔

اس خبر سے عام مسلمانوں میں اور بالخصوص مذہبی حلقوں میں جتنا اضطراب اور بےچینی پیدا ہوئی اور ہونی چاہیئے تھی وہ بالکل ظاہر ہے۔ اس خبر کے یقینی ہونے کے باوجود میں نے تین روز تک تردید کا انتظار کر کے ۲۶ ستمبر کو ایک اخباری بیان جاری کیا جس کی تمام تر بنیاد مقامی اخبار کی وہی خبر تھی جس کی تردید نہ ہوئی تھی اور یہ میری بڑی بھاری ذمہ داری تھی، کہ میں احکامات الٰہیہ کی بگڑتی ہوئی شکلوں کو خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر نہ دیکھوں۔ بالخصوص اس پاک سرزمین پر جو دین اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور جس کی سب سے بڑی غایت اسلام کو دوسروں کی دست برد سے بچانا تھا۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب جن کے دل اور دماغ میں آج کل سرکاری کرسی کا پندار سمایا ہوا ہے میرے بیان پر بڑے جز بز ہوئے اور ایسے جھنجھلائے کہ صرف تردید پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ادارہ کے ایک ماتحت سرکاری ملازم مولوی محمد نسیم الدین ولی اللٰہی کے نام سے ایک گستاخانہ جوابی مراسلہ بھی چھپوا دیا۔

میں حیران ہوں کہ ادارہ کے اتنے بڑے ذمہ دار ڈائرکٹر نے یہ جرأت کیسے کی کہ اپنے دفتر کے سرکاری عملہ کو اخبارات کی بیان بازی کے لئے استعمال کیا۔ پھر اس سے اگلے روز ایک پریس کانفرنس میں ایسی ایسی باتیں کہہ گئے جو نہ ان کی علمی شان کے شایاں ہیں اور نہ ہی ان کے منصب کے مطابق۔ درحقیقت اس جھنجھلاہٹ کی اصل وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں سود کو حلال قرار دینے کی جو ناپاک سازش خفیہ طور پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کی طرف سے جاری تھی۔ میرے بیان نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا اور بروقت مسلمانوں کی بیداری سے جوازِ سود کے فاسد عزائم اب پورے ہوتے نظر نہیں آتے۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے بیان میں اس بات کو بار بار دُھرایا ہے کہ وہ ایک دیوبندی عالم کے صاحبزادے بھی ہیں، اور انہیں سے علوم دینیہ پڑھے ہیں۔ اس اظہار سے ان کا مقصد اپنے دامن کو زندقہ اور الحاد کے الزام سے بچانا ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کراتا ہے کہ میرا علم بھی صحیح ہے اور میرا فتویٰ بھی درست حالانکہ واقعات اور حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کی معلومات اور ان کی تحقیقات اور عقائد کو ان کے والد کی حمایت اور تائید حاصل نہیں ہے اور نہ خود ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کو ان سے اتفاق ہے جو ان کے والد بزرگوار کے ہیں یا دیوبندی مکتب فکر سے متعلق علماء کے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اپنی کتاب "پروفیسی ان اسلام"، کو ایک مستشرق یہودی "سائمن" جو ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کا فلسفہ میں استاد رہا ہے، کے نام معنون نہ فرماتے بلکہ اپنے والد بزرگوار کے نام یا دیوبند کے اکابر اور اساتذہ میں سے کسی کے نام پر معنون فرماتے کیا فضل الرحمٰن صاحب آپ یہ حقیقت ظاہر فرمانے کے لئے تیار ہیں کہ نبوت و رسالت یا سنت اور وحی کے بارے میں جن خیالات کا اظہار اپنی کتاب "پروفیسی ان اسلام"، اور ادارے کے مجلہ "فکر و نظر" میں فرمایا ہے آپ کے والد کو ان سے اتفاق ہے اور کیا وہ ان کے حق میں ہیں۔ پھر آپ نے ایک بڑے پادری کو جو لاہور کے کرسچین کالج میں پرنسپل رہ چکا ہے جس کا نام "سمتھ" ہے جس نے اپنی کتاب موڈرن اسلام ان انڈیا میں دیوبندی مکتب فکر والوں اور علامہ اقبال مرحوم کو "رجعت پسند قدامت پرست اور مذہبی اجارے دار" (صفحہ ۲۹۶ - ۱۳۲) لکھا ہے اور جس نے اپنی دوسری کتاب اسلام ان ماڈرن ہسٹری میں قائد اعظم کو، "لاپرواہ اور ناعاقبت اندیش لیڈر صفحہ ۲۷۱" کہا ہے اور جس نے پاکستان کے دوقومی نظریہ کو "خطرناک اور مضحکہ خیز"، صفحہ (۲۷۴) قرار دیا ہے۔

کیا آپ نے اسی پادری کو تاریخ ۸ اگست ۶۲ء یہ خط نہیں لکھا کہ پاکستان قدامت پرست اور خطرناک انتہا پسندوں میں گرفتار ہے اور یہاں تربیت یافتہ افراد کی بھی کمی ہے۔ اس لئے مغربی معیارِ تحقیق اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک مختلف عناصر کا تعاون حاصل نہ ہو اور اس کمی کو دور کرنے کے لئے آپ نے "میکگل" یونیورسٹی کے اسلامی تحقیقاتی ادارہ کے ساتھ روابط پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے کہ یہاں سے طلبہ جائیں اور وہاں کے اساتذہ یہاں آئیں۔

کیا یہ خط اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ اپنے ملک کے علماء کو قدامت پرست، رجعت پسند اور غیر تربیت یافتہ سمجھتے ہیں، اور کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کو پاکستان کے اس تصور سے بھی اتفاق نہیں ہے جس پر قائداعظم نے یہ ملک حاصل کیا۔ پادری "سمتھ" تو ان کے خلاف لکھ رہا ہے اور آپ اس کے ساتھ خفیہ ساز باز کر رہے ہیں تاکہ پاکستان اور اسلام کی بیخ کنی کی جاسکے۔

مجھے نہیں معلوم کہ "سمتھ"، کے نام جو خط لکھا گیا ہے۔ آیا وہ ادارہ کے سرپرست فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کے علم میں لایا گیا یا نہیں، یا ادارہ کے چیئرمین وزیر تعلیم کے علم میں لایا گیا یا نہیں۔

البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ "بورڈ آف گورنرز"، جو دراصل اس ادارہ کو چلانے کا

بقیہ: صدر مملکت سے مولانا احتشام الحق تھانوی کی اپیل

صفحہ ۱۳ سے آگے

ذمہ دار ہے اس کے منشا "اور علم کے بغیر ہی یہ خط لکھا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے صدر صاحب پادری "سمتھ" کی اسلام دشمنی یا اس کے نظریات و افکار سے قطعاً اتفاق نہیں ہوگا۔ اب رہی یہ بحث کہ سود کے مسئلہ میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کی رائے یا ان کا فتویٰ کیا ہے۔ سو جو تردید انہوں نے اپنے بیان میں کی ہے وہ تلبیس یا لفظوں کا فریب ہے۔ کیونکہ میرا الزام یہ تھا کہ انہوں نے سود کو حلال قرار دیا ہے ان کے تردیدی الفاظ یہ ہیں کہ ربٰو حرام ہے اور ربٰو حلال نہیں ہوسکتا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے مستشرقین کی طرح ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کے نزدیک بھی سود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو اتنی قلیل معمولی مقدار میں ہو جو راس المال اور اصل پونجی سے کسی طرح متجاوز نہ ہو وہ سود ان کے نزدیک قرآنی ربٰو میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ قرض کے سرمایہ کے لین دین کو منظم کرنے کی ایک صورت ہے۔ البتہ سود کی وہ مقدار جو مناسب حد سے متجاوز ہوا اور راس المال سے کئی گنا ہو جائے تو وہ ربٰو ہے اور قرآن نے اس کو حرام کہا ہے

ڈاکٹر صاحب نے سود کے متعلق اپنے ایک نوٹ میں جو اظہار خیال فرمایا ہے اس کا بعینہٖ اقتباس درج ذیل ہے۔

"چونکہ رائج الوقت شرح سود جو قرآنی ربٰو سے مختلف چیز ہے قرض کے سرمایہ کے لین دین کو باقاعدہ بنانے کی ایک منظم صورت ہے اور چونکہ اس میں مذکورہ بنیاد پر ربٰو کی طرح مناسب حد سے زیادہ اضافہ نہیں ہے لہٰذا دونوں حکم کے اعتبار سے یکساں نہیں ہیں پس موجودہ وقت کی شرح سود قرآن کی ممانعت (حرام) کے تحت نہیں آتی۔"

گویا کہ ڈاکٹر صاحب کی نظر میں مقدار ......کثیر کا اضافہ سود ہے اور مقدار قلیل کا اضافہ جائز ہے

ڈاکٹر صاحب نے صرف سود کا جواز پیدا کرنے کے لئے قرآن کریم میں جو تحریف کی ہے وہ ان کی روشن خیالی اور تجدد پسندی کا بدترین نمونہ ہے .... اس سے ان کی دینی معلومات۔ صلاحیت اور اسلام پسندی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

اس وقت میرا مقصد سود کے جواز و عدم جواز سے متعلق فقہی بحث کا آغاز کرنا نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کی اس سازش کا پردہ چاک کرنا ہے جو وہ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کے ذریعے اسلام کو موڈرن بنانے کے سلسلہ میں اسلام اور پاکستان دشمن عیسائی پادریوں کے اشارہ پر کر رہے ہیں اور اس بات کا متمنی ہوں کہ اس نازک اور خطرناک صورت حال کا حل ذاتیات اور سیاسیات سے بالاتر ہوکر تلاش کیا جائے۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کے افکار و رجحانات کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صرف ایک معمولی اشارہ ہے اگر ضرورت پڑی تو ان کے ذاتی خیالات کو تفصیل کیساتھ پیش کیا جائے گا تاکہ ملت کو ایک ایسے ادارہ کے سربراہ کے عقائد کا اندازہ ہوسکے جو علوم شریعت کی تحقیقات کے لئے قائم کیا گیا ہے

میں آخر میں اپنے صدر مملکت سے بھی دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس ادارہ کے سرپرست اور نگران اعلیٰ ہیں اور آپ نے اس کو نیک تمناؤں اور بڑے اچھے مقصد سے قائم فرمایا تھا آپ غور فرمائیں کہ پہلے ہی سے فروعی مسائل میں اختلافات کی بناء پر ملت کا شیرازہ منتشر ہے۔ اب اگر دین کے متفقہ اصول و مسلمات میں تحریفات کی کھلی چھٹی دے دی گئی تو بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا مجھے امید ہے کہ صدر مملکت اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اس ادارہ کی مساعی کو اسلام کی حقیقی خدمت کی حد تک محدود رکھیں گے ——

بقیہ صفحہ: مرشد عالی مولانا حضرت عبدالقادر رائپوری رح

طور پر طے ہوئے ہیں۔

جو حضرات کسی دوسرے سلسلہ میں پہلے بیعت ہوتے تھے اور اسی طریق کا ذکر ان کا رواں ہو چکا تھا۔ جب حضرتؒ کے ہاتھ پر تجدید کرتے اور تلقین ذکر اور اور تربیت کی درخواست کرتے تو حضرتؒ ان کا ذکر تبدیل نہیں فرماتے تھے ارشاد ہوتا تھا تمہارا یہ ذکر رواں ہو چکا ہے اب نئے ذکر میں رکاوٹ اور الجھن ہوگی تم وہی ذکر کرتے رہو خود راقم کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا جس کے اندر کسی خاص دینی مشغلہ کا رجحان اور ذوق غالب دیکھتے اور اس سے دین کا مفاد اور لوگوں کو نفع بھی وابستہ ہوتا اس کو بجائے اس سے روکنے کے اس کے جاری رکھنے کی ہدایت فرماتے اور اپنی نسبت قوی اور سرپرستی سے اس کو اسی کا ذکر و سلوک بنا دیتے، راقم نے ایک دوبار اپنی بے استعداد اور باطنی کیفیات کا تذکرہ کیا، سب سُنکر فرمایا ——

ٹھیک ہے آپ تاریخ دعوت و عزیمت کا سلسلہ مکمل کر دیجئے جو لوگ تعلیم و تعلم یا تبلیغ و دعوت، یا تصنیف و تالیف میں مشغول ہوتے اور ہمہ تن ذکر و شغل میں مشغول نہ ہونے کی وجہ سے اپنے اندر ذکر کے انوار و آثار اور باطنی ترقیات محسوس نہ کرتے اور حضرتؒ سے اس کا شکوہ کرتے۔ تو حضرتؒ فرماتے تمہارا کام سویا ہوا شیر ہے جب آخرت میں وہ بیدار ہوگا اس کا اجر ملنے لگے گا اور اس کا مقام معلوم ہوگا تو تم کو اس کی قدر معلوم ہوگی۔ البتہ اہل استعداد اور جن کے پاس وقت ہو ان کے لئے بہتر سمجھتے تھے کہ کچھ عرصہ ہمہ تن ذکر میں مشغول رہ کر اپنے اندر استقامت اور نورانیت پیدا کرلیں ——

تعزیت

جناب ڈاکٹر عشرت علی صدیقی کی والدہ محترمہ بعمر ۸۵ سال لاہور میں انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام رفقاء کو ڈاکٹر صاحب موصوف سے ان کے اس صدمہ عظیم میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

ضروری اعلان

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے دورہ سے فارغ ہوکر دارالعلوم دیوبند پاکستان بمبئی اور دہلی ہوتے ہوئے دیوبند تشریف لے آئے ہیں۔

(مولانا) محمد عبدالحق پیشکار دارالعلوم دیوبند)

منی آرڈر کوپن پر تفصیل ضرور لکھا کریں۔

(ادارہ)

سورۃ المجادلہ کی شرح

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح

مرتبہ :- غازی خدا بخش و بشیر احمد بی اے

(قسط نمبر ۳)

۹ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝

حزب اللہ کے بنیادی اصول :-

اے مسلمانو! تم جب آپس میں مشورے کرو تو اثم، عدوان اور معصیت الرسول کے لئے مشورے نہ کرو بلکہ نیکی (بِر) اور انصاف (تقویٰ) پھیلانے کے لئے مشورے کرو اور اس خدا سے ڈرتے رہو جس کی طرف اٹھا کر لوٹائے جاؤ گے —

مسلمانوں کو اس قسم کی جماعت بنانے کا حکم دیا گیا ہے اس کا مقصد معین کر لینا چاہیئے یعنی بِر (اخلاقی قانون) اور تقویٰ (انصاف) کے قیام کے لئے

قانون کے بعض حصے اخلاقی ہوتے ہیں - یہ قانون کی روح ہوتے ہیں اور دوسرا حصہ وہ ہوتا ہے جس کے چلانے میں حکومت .... قوت بھی استعمال کر سکتی ہے اسے تقویٰ کہا گیا ہے - پس وہ جماعت قانون کی شکل (تقویٰ) اور روح (بِر) دونوں کو قائم رکھنے کے لئے ہو نہ کہ اثم و عدوان اور معصیت الرسول کے لئے

واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون ۝

اپنی سوسائٹی کا اصلی حاکم اللہ ہی کو سمجھو غائب اور حاضر سب کو جانتا ہے جب مسلمان اس قسم کی سوسائٹی بنا لیں گے تو ان کا ڈر جاتا رہے گا

۱۰- اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

شیطانی خفیہ مشورہ بازی مسلمانوں کو غم میں ڈالتی ہے مگر یہ ان کو اللہ کے حکم کے بغیر ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومن صرف خدا ہی پہ بھروسہ رکھیں -

حزب اللہ کا فائدہ

منافقین نے خفیہ جماعت بنا کر مسلمانوں کو یہ کہہ کر ڈرانا شروع کر رکھا ہے کہ ہمارا تعلق یہودیوں کے ساتھ ہے جن کا آگے قیصر روم کے ساتھ تعلقات ہیں اس لئے ہم اور یہودی قیصر کی طاقت استعمال کر کے مسلمانوں کو برباد کر دیں گے ایسے معمولی چیز سمجھنا چاہیئے اور جب ان کے پروپیگنڈے کا استیصال کرنے والی حزب اللہ قائم ہو جائے گی تو اس حزب الشیطن کا ضرر ختم ہو جائے گا جیسے ایک چیز سے بیماری پیدا ہوتی ہے تو اللہ نے اس کا علاج پیدا کر دیا ہے وہ علاج کرنا چاہیئے - اس سے فائدہ ہو گا ایسے ہی سوسائٹی میں حزب الشیطان کا دُنبل پیدا ہو گیا ہے یہ حزب الشیطان ضرر پہنچانے کے لحاظ سے اصل چیز نہیں ہے بلکہ نفع و ضرر اصل میں اللہ کے دست قدرت میں ہے - حزب الشیطان کا پیدا ہو جانا حزب اللہ کے قیام کا ایک معمولی سبب ہے پس مسلمانوں کو اللہ کے بھروسے پر کام کرنا چاہیئے - اور اسلامی سوسائٹی کو ان بادشاہوں کے پراپیگنڈے کے اثرات سے محفوظ و مطمئن کرنے کے لئے ایک جماعت بنا لینی چاہیئے - جیسے عام مضر اسباب کا توڑ سوچنے کے لئے انسان اللہ پہ بھروسہ کر کے کام کرتا ہے - ویسے ہی اس صورت میں بھی کرنا چاہیئے

۱۱- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ ج وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ لا وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تمہیں کہا جائے کہ مجالس میں کھلے کھلے بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جاؤ - اللہ تمہیں پھیلا دے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، تم میں سے جو لوگ ایمان والے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے

داخلی تنظیم :-

اس آیت میں خفیہ سوسائٹی کے اندرونی نظام پر بحث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں ایک شخص حکم دینے والا ہونا چاہیئے - تم اس کے حکم کے مطابق بیٹھو اور اس کے حکم سے جلسہ برخاست کرو - وہ "صدر" کون ہو گا؟ وہ شخص ہو گا جسے ایمان اور علم زیادہ دیا گیا ہو پس ایسے شخص کو "صدر" بنا لو اور اس کے حکم کے مطابق جلسہ کیا کرو -

جس طرح ایک عورت نے اللہ کے حکم سے اپنا گھر درست کر لیا تم بھی اُسی اللہ کے حکم سے اپنا گھر درست کر لو -

۱۲ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَةً ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اپنے مشورے رسول اللہ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو یہ تمہارے لئے اچھی اور زیادہ پاک بات ہے - اگر صدقہ دینے کے لئے نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - اس مال قربانی کی شرط سے ...... اکثر منافقین جھڑ جائیں گے پھر باقی ایمان اور علم کی شرط کے ماتحت رُک جائیں گے اسی طرح سوسائٹی کا اندرونی نظام منافقین سے پاک ہو جائے گا یہ جماعت کے فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونے چاہئیں -

خطبہ جمعہ ۱۵ر جمادی الاولیٰ سنہ ۸۳ھ بمطابق ۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء

(۲)

مومنوں پر اللہ جل شانہٗ کا سب سے بڑا احسان

حضرت مولانا عرض محمد صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ - کوئٹہ

اللہ کا خوف

محترم حضرات!

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان فی الجسد لمضغۃ ان صلحت صلح الجسد کلہ وان فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

بے شک انسان کے جسم میں البتہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے۔ چنانچہ دل پر ہی باطن کی اصلاح کا دارومدار ہے دل میں اگر اللہ کا خوف آجائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور چونکہ سارے اعضاء دل کے تابع ہیں اس لئے دل کا فیصلہ حرف آخر ہوتا ہے، کان سنتے ہیں، آنکھ دیکھتی ہے، منہ سے ذائقہ چکھتے ہیں ناک سے سونگھتے ہیں، ہاتھوں سے چھوتے ہیں مگر فیصلہ ہاتھ، منہ، ناک اور کان نہیں کرتے — فیصلہ فقط دل کرتا ہے اور پھر سارے اعضاء اس کی تعمیل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ گویا دل کو جسم میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور سارے اعضاء اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ پس اگر دل پر اللہ کا اثر ہوگا، اس میں اللہ جل شانہٗ کا خوف ہوگا، خشیت الٰہی ہوگی اور دارالخلافہ پر اللہ کے نام کا قبضہ ہو جائے گا تو جسم کی ساری مملکت محکوم ہو جائے گی۔ لیکن اگر دل اللہ کی یاد سے خالی رہے تو اس پر شیطان کا قبضہ ہو جاتا ہے اور تمام اعضاء بھی اسی کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ والے ہر وقت اللہ جل شانہٗ کے ذکر میں شاغل رہتے ہیں، خوفِ خدا کو پیش نظر، اور نفس کو مغلوب رکھتے ہیں اور قلب پر کسی وقت بھی شیطان کا تصرف نہیں ہونے دیتے مزید برآں اللہ جل شانہٗ کا نام لینے میں راحت ہی راحت ہے دل کو ذکر اللہ سے راحت و اطمینان نصیب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات جب آدمی .... ذکر اللہ میں مشغول ہوتا ہے تو نیند آنے لگتی ہے

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا واقعہ ہے کہ کوئی شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی کہ حضرت نماز اور ذکر اذکار کے وقت نیند کیوں آنے لگتی ہے حالانکہ کھیل تماشہ دیکھتے وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے نیند سرے سے غائب ہو گئی ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولیٔ کامل اور نور بصیرت رکھنے والے بزرگ تھے آپ نے سائل سے پوچھا بھائی! اگر ایک شخص کو پھولوں کی سیج پر لٹا دیا جائے تو اسے نیند زیادہ آئے گی یا اس شخص کو جسے آگ کے انگاروں پر لٹایا جائے"؟ سائل نے جواب دیا "حضرت نیند تو اسی کو آئے گی جسے پھولوں کی سیج پر لٹایا جائے۔ انگاروں پر نیند کیونکر آسکتی ہے؟" شاہ صاحب نے اس پر فرمایا کہ اللہ کی یاد پھولوں کی سیج ہے۔ اس میں راحت ہی راحت ہے اسی لئے جب کوئی شخص نماز یا ذکر اذکار میں مشغول ہوتا ہے تو نیند فوراً آ دبوچتی ہے اس کے برعکس کھیل تماشے انگاروں کا بستر ہیں اور لہو ولعب میں گرفتار لوگ چونکہ دوزخ کا ایندھن بننے والے ہیں اس لئے انہیں نیند نہیں آتی۔ گانے بجانے میں روح کو کوفت محسوس ہوتی ہے اور اس کے باعث نیند فوراً اُڑ...... جاتی ہے لیکن ذکر اللہ اور نماز میں روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے، اعضاء مطمئن ہو جاتے ہیں اور اس کے باعث نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے

محترم حضرات!

یاد رکھیے! انسان صرف جسم کا نام نہیں اور نہ محض روح کو انسان کا نام دیا جا سکتا ہے۔ انسان، روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے اس لئے چاہیئے کہ انسان جسم کے ساتھ ساتھ روح کی غذا اور اس کی پرورش کا بھی لحاظ رکھے لیکن بدقسمتی سے روح کا خیال ہی نہیں کیا جاتا اور اگر کیا بھی جاتا ہے تو بہت کم، انسان جسمانی طور پر مریض ہو جائے تو سینکڑوں کوششیں اور جتن اس کی صحتیابی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مگر روحانی امراض کے علاج کے لئے کوئی تگ و دو نہیں کی جاتی۔ گھر میں اگر ایک بچے کو تکلیف ہو جائے تو سارا کنبہ بے چین ہو جاتا ہے۔ سارے خاندان کی نیند اڑ جاتی ہے، روپیہ علاج میں پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور حصول صحت کے لئے مکمل دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ اور سب چاہتے ہیں کہ علاج ہو جائے۔ لیکن اگر سارا کنبہ روحانی طور پر مریض ہو، دین سے غفلت برتتے اور بے نماز ہو تو کان پر جوں نہیں رینگتی حالانکہ یہ مرض زیادہ سخت ہے اور جسم کا مرض تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے مگر روحانی امراض موت سے تازہ ہوتے ہیں۔ کاش ہم اس حقیقت کا اندازہ کر سکتے اور اپنی عملی زندگیوں کو درست کرتے شریعت نے ایک نماز قضا ہونے پر جو تعزیر سنائی ہے وہ ۲ کروڑ ۸۸ لاکھ سال جہنم کا عذاب ہے اور جہنم کی آگ کا یہ حال ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کو جہنم میں صرف ایک غوطہ دے کر اس دنیا کی آگ میں ڈال دیا جائے تو اسے نیند آ جائے۔ اس قدر تیز ہے جہنم کی آگ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے ہماری نجات فرما دے (آمین)

بہرحال کہنا یہ مقصود ہے کہ ہم ایک بچے کی معمولی تکلیف تو برداشت نہیں کر سکتے لیکن اگر ہمارا کوئی عزیز جہنم میں جلایا گیا تو کیونکہ برداشت کریں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے اعزہ و اقربا اور دوسرے مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے بچنے اور شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کریں تاکہ

بقیہ: مجلس ذکر صلا سے آگے

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ! اور جس نے میرے ذکر سے مُنہ موڑا۔ پس بے شک اُس کے لئے زندگی ہے تنگ اور قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔

اور ذکر اللہ کرنے والوں اور نماز کی پابندی کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے جنت کی۔ اور دوزخ سے نجات کی۔

الحاصل یہ کہ حضورؐ کی سنت پر عمل کرنے سے اصلاح ہو گی تب ہی آداب سیکھے جائیں گے اور سنت پر عمل کی توفیق اس وقت ہوگی۔ جب دل اور زبان سے اللہ تعالٰے کا ذکر کثرت سے کریں گے جس سے دل میں نور پیدا ہو گا۔ اس طرح آخرت میں کامیابی و فلاح حاصل ہو گی۔

محترم حضرات! نماز و اذکار اُسی کے قبول ہوتے ہیں۔ جو سنت نبویؐ پر عمل کرتا ہے۔ اپنی روز مرّہ زندگی۔ نشست و برخاست، میل جول نبی کریم صلعم کی سنت کے مطابق کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ آپ ہفتہ میں ایک دو دن ضرور درسِ قرآن سنیں، ان مجلسوں میں جائیں جہاں حدیث شریف کا درس ہوتا ہے اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھیں۔ اس سے عمل کا شوق ابھرے گا اور اصلاح کی توفیق ہوگی، کاروبار کے ساتھ صرف نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کرنے سے نجات ہو گی

اللہ تعالٰے ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: خطبہ جمعہ ص۶ سے آگے

قوم نوحؑ پر عذاب

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالٰے کی نافرمانی کے باعث قحط کا عذاب نازل ہوا تھا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے عذاب الٰہی کو ٹلانے کی تدبیر انہیں بحکم خداوندی یہ سمجھائی کہ اللہ تعالٰے سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو قحط کا عذاب ٹل جائے گا اور اس کی بجائے ہر قسم کی فراوانی ہو جائے گی۔

بزرگان محترم اور برادران اسلام!

اب عذاب الٰہی سے بچنے کا یہ طریق اور نجات کا یہ راستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہوا ہے

آیئے! اللہ تعالٰے سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں۔ دوسروں کو حق پر قائم رہنے اور خداوند قدوس کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کریں اور آئندہ کے لئے قانون الٰہی (قرآن مجید) اور اس کی شرح حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی کا اللہ تعالٰے سے پختہ وعدہ کریں —

وما علینا الا البلاغ —

حضرت مولانا عبد الحنان صاحب ہزاروی کو صدمہ

ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ ملک کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عبد الحنان ہزاروی مدظلہٗ راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئی ہیں۔ ہم اس صدمہ جانکاہ میں حضرت مولانا کے پوری طرح شریک غم ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں مقام بلند عطا ہو۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں — (ادارہ)

تلاشِ گمشدہ

مدارس عربیہ کے مہتمم صاحبان متوجہ ہوں

ایک طالب علم محمد سرور ولد خوشی محمد ۱۳ سال مدرسہ عربیہ اسلامیہ بوریوالہ کو دو لڑکے کہیں ورغلا کر لے گئے ہیں اگر کسی مدرسہ میں ہوں تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر ثواب دارین حاصل کریں — والدین پریشان ہیں

رشید احمد نیوز ایجنٹ بوریوالہ

بقیہ:- اداریہ صلا سے آگے

متجاوز ہو چکی ہے — چنانچہ موجودہ صورت حال کے پیش نظر وقت کا تقاضہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور تنظیم کے لئے بے پناہ جذبہ موجود ہو، یہ ایک جامع منصوبہ اور واضح پروگرام لے کر میدان میں آئیں، صرف ایک اور ایک مقصد (اسلام) کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں اور اس کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے ہر لحظہ تیار رہیں۔ یہی عیسائی اقتدار کی موت ہے اور اسی کی بدولت مسلم سیاست کامیاب و بامراد ہو سکتی ہے۔

باجلاس سردار محمد شریف خانصاحب ایم اے ایل ایل بی سب جج درجہ اول اے ڈی ایم پلندری کیمپ راولاکوٹ آزاد جموں کشمیر

مثل خالص دیوانی نمبر ۱۲۳ رجوعہ ۸/۶۲ ۱۲

محمد صادق خاں، علی بہادر خاں پسران فیروز خاں اقوام سدھن ساکنہ جنڈالی تحصیل پلندری — مدعیان

بنام محمد افسر خاں و غلام رسول خاں و حمید اللہ خاں پسران غلام حسین خاں اقوام سدھن سکنہ جنڈالی تحصیل پلندری ضلع پونچھ آزاد جموں و کشمیر حکومت — مدعا علیہم

دعوٰی دخل یابی اراضی

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

ہرگاہ مقدمہ عنوان الصدر میں دعوٰی دائر عدالت ہذا ہو کر جملہ مدعا علیہم کے نام عدالت ہذا سے سمنات جاری ہوئے الا مدعا علیہم محمد افسر خاں و غلام رسول خاں کی نسبت رپورٹ پیادہ ہے کہ وہ حیدر آباد پاکستان میں ملازمت کرتے ہیں جنکے کوئی ایڈریس معلوم نہیں ایسی صورت میں ان مدعا علیہم کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے

لہٰذا آپ دو مدعا علیہم محمد افسر خاں و غلام رسول خاں کو بذریعہ استہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۷ ۱۱/۶۲ عدالت ہذا بمقام کیمپ راولاکوٹ اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کریں بصورت عدم حاضری آپکے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲ ۱۱/۶۲ ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری ہوا۔ تحریر بالصدر

تلاش گمشدہ

نام رشید عمر ۱۴ سال رنگ سفید اور ہاتھ پاؤں ٹیڑھے بیڑھے ہیں۔ لیکن چل سکتا ہے۔ جس صاحب کو معلوم ہو اس پتہ پر اطلاع دیں آنے جانے کا کرایہ ادا کیا جائیگا۔

خاص مردان تحصیل کنٹرا ایجنٹ گنج محمد رفیق

اعلان

دار العلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کا سالانہ

جلسہ

دستار بندی و تقسیم اسناد ۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر جمعہ، ہفتہ کو جامع مسجد ورکشاپی میں ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام
حضرت مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک
حضرت العلامہ مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم و ممبر قومی اسمبلی
حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین،
حضرت مولانا خالد محمود صاحب ایم او کالج لاہور
شاعر اسلام سید امین گیلانی شیخو پورہ انشاء اللہ شریک ہو رہے ہیں۔

محمد امین ناظم دار العلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی

مدرسہ عربی احیاء العلوم جامع مسجد ماموں کانجن ضلع لائلپور کا

جلسہ مذہبی، تبلیغی، اصلاحی دسواں سالانہ

۶، ۷، ۸ جمادی الاخریٰ مطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۶۳ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اندرون جامع مسجد منڈی ماموں کانجن منعقد ہوگا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات اپنے مواعظ حسنہ کلمات طیبہ سے مستفید فرمائیں گے۔

(۱) حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ (۲) حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب لائلپور (۳) حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری (۴) قاضی عبد اللطیف صاحب شجاعبادی (۵) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ملتان (۶) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال (۷) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی ملگری (۸) جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور (۹) حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب میانوی (۱۰) جناب سید محمد امین صاحب شاعر ختم نبوت شیخو پورہ

خادم الطلباء حافظ حسام الدین مہتمم مدرسہ خطیب جامع مسجد منڈی ماموں کانجن لائلپور

تبلیغی اجلاس

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا کا سالانہ تعلیمی و تبلیغی اجلاس بتاریخ ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر ۶۳ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان کے بلند پایہ علماء اور زعماء شرکت فرما رہے ہیں۔
حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی بھی تشریف لا رہے ہیں۔

حبیب اللہ محرر مدرسہ

جانشین شیخ التفسیرؒ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا ورود جھنگ صدر

جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ ۲۳ر اکتوبر ۶۳ء کو بعد از درس قرآن عازم جھنگ صدر ہونگے۔ شام کو نماز مغرب کے بعد جھنگ صدر میں مجلس ذکر ہوگی، اور بعد از نماز عشاء آپ جمعیۃ علماء اسلام کے تحت منعقدہ اجلاس کی صدارت فرمائیں گے۔ اجلاس سے بوذر عصر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی اور ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین خطاب فرمائیں گے

(حاجی بشیر احمد)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ جوابی امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

تعزیت

آج بتاریخ ۱۸ ستمبر بدھ بعد نماز عصر جمعیۃ علماء اسلام شہر سرگودھا کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا صالح محمد صاحب امیر جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرار داد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ (۱) جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر کا یہ اجلاس حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور نائب امیر جمعیۃ مرکزیہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرحومہ مغفورہ کے انتقال کو پاکستان کے دینی ماحول میں ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کے جملہ اراکین مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہٗ کے ساتھ اس سانحہ عظیم میں شریک غم ہیں۔ یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگاں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

خدام الدین کی اشاعت میں حصہ لیجئے

بچوں کا صفحہ

انسان کی خصوصیات

غازی خدا بخش کیپٹن

انسان کیا ہے؟ اور اس کی خصوصیتیں کیا ہے؟

۱۔ عقل انسانی: انسان بھی ایک حیوان ہے اور اکثر حیوانوں سے جسمانی طور پر کمزور ہے لیکن اس میں ان خصوصیتوں کے علاوہ جو سب حیوانوں میں پائی جاتی ہے ایک نور اور روشنی بھی ہے جسے عقل کہتے ہیں، یہ انسان کے ذہن کا ایک حصّہ ہے عقل کی بدولت نہ صرف اپنی کمیوں کو پورا کرتا ہے بلکہ دنیا کی ہر چیز پر برتری رکھتا ہے اور اسے قابو میں لاکر اس سے کام لیتا ہے

انسان اپنی عقل کے ذریعے سوچتا ہے اور سوچ بچار کے نتیجے بیان کر سکتا ہے اس سے مختلف علم پیدا ہوتے ہیں

۲۔ آلات کے استعمال:

جب انسان کسی چیز کو اپنی بدنی قوت سے حاصل نہیں کر سکتا تو دوسری چیزوں کو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہے مثلاً کسی درخت کی بلند ٹہنی پر ایک پھل لگا ہوا دیکھتا ہے جس تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا وہ ڈھیلا اٹھا کر مارتا ہے یا کسی درخت کی لمبی ٹہنی سے اسے گراتا ہے یہ آلے کا استعمال ہے حیوانات ایسا نہیں کرتے۔

انسان آلات کا استعمال کرتا ہے اور اس طرح اپنی مشکل آسان کرتا ہے آلات کے استعمال سے صنعت یعنی کاریگری پیدا ہوتی ہے۔ اب تو انسان نے آلات کے استعمال میں بے انتہا ترقی کر لی ہے۔ نہایت شاندار کلیں مشینیں اور بہت پیچیدہ اور نازک آلات بنا لیے ہیں۔ جن کی مدد سے تھوڑی محنت اور تھوڑے وقت میں بڑے بڑے نتائج حاصل کرتا ہے۔ سینکڑوں میل کا سفر ہوا میں اڑ کر طے کر لیتا ہے

ہمارے پرانے دانشمند لوگ حکماء انسان کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ وہ عقل رکھنے والا حیوان ہے لیکن موجودہ صنعتی ترقی نے اس تعریف کو نامکمل بنا دیا ہے اور آلات کا استعمال انسان کا ایک ضروری خاصہ قرار پا گیا ہے۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلوی رح کے فرزند جلیل حضرت شاہ رفیع الدین رح نے انسان کی مکمل تعریف کی ہے فرماتے ہیں:۔

"جو عقل سے سوچتا ہے اور آلات کے استعمال سے چیزیں بناتا ہے وہ اس زمین پر بسنے والا انسان ہے"

۳۔ اجتماع (گروہ) کا استعمال:۔

انسان کا یہ بھی خاصہ ہے کہ جب کسی بڑے کام کو اکیلا نہیں کر سکتا مثلاً دریا پر پل بنانا یا شہر میں اچھا نظام پیدا کرنا تو دوسروں کو اپنا ہمخیال بنا کر اس کام میں شریک کرتا ہے اور ایک جماعت پیدا کرتا ہے وہ وہ جماعت، اجتماع اس کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت سے اسی طرح زیادہ نتائج حاصل ہوتے ہیں جس طرح مشین اور آلات کے استعمال سے

غرض انسان وہ ہے جو عقل سے سوچے، علوم پیدا کرے اور آلات کے استعمال سے صنعتیں پیدا کرے اور بڑے بڑے اجتماع کے استعمال سے سرانجام دے۔ اس طرح کی مشکلات کو آسان کرے جو لوگ سوچتے نہیں اور آلات و اجتماع کا استعمال نہیں کرتے وہ ترقی یافتہ انسان نہیں ہیں۔

پھر آلات بھی نئے اور جدید استعمال کئے جائیں۔ تو تھوڑے وقت میں ایک تو زیادہ کام ہو گا۔ دوسرے اس کام میں صفائی اور خوبصورتی زیادہ ہو گی، مثلاً جو کپڑا، چرخہ یا کھڈی سے تیار ہو گا اس سے مشین کا تیار کردہ کپڑا زیادہ اور خوشنما ہو گا۔ بیل گاڑی سے تانگے کا سفر، تانگے سے ریل کا سفر ریل سے ہوائی جہاز کا سفر جلد اور زیادہ آرام دینے والا سفر ہو گا

سینما

ڈاکٹر اقبالؒ

وہی بت فروشی وہی بت گری ہے
سینما ہے یا صنعت آذری ہے؟
وہ صنعت نہ تھی شیوۂ کافری تھا
یہ صنعت نہیں شیوۂ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوام عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی یہ دوزخ کی مٹی
وہ بت خانہ خاکی یہ خاکستری ہے

۱۸ / اکتوبر ۱۹۶۳ء

خدام الدین لاہور

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ / مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ / ستمبر ۱۹۵۶ء

ایجنٹ حضرات کی فوری توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار "خدام الدین" محض قال اللہ و قال الرسول کی آواز عام کرنے کے لئے شائع کرانا شروع کیا تھا کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ خواص و عام اس سے یکساں طور پر استفادہ کر سکیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی قیمت صرف چار آنے تجویز فرمائی تھی۔ جس میں آج تک کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا۔— آج کل رسائل و اخبارات کا کاغذ عموماً نایاب ہو رہا ہے، اور جو مل بھی رہا ہے، اس کی ہوش ربا گرانی نے رسالہ کی اشاعت میں کافی مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے۔ موجودہ قیمت پر پرچہ کی فروخت سے کتابت، طباعت اور سٹاف کی تنخواہ وغیرہ کا انتظام مشکل ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ایجنٹ حضرات کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر سخت پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ ایجنٹ حضرات کو کئی دفعہ اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی گئی لیکن بے سود۔ بل ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ روانہ کئے جاتے ہیں لیکن ان کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ اگر کچھ رقم ادا کی بھی جاتی ہے تو مطلوبہ رقم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی

ان حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے مکمل تعاون کا متمنی ہے اور درخواست کرتا کہ اپنے بقایا جات جلد از جلد ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں

(مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا